شمارہ ۸ | تبوک ۱۳۴۸ ھش | جلد ۱۰
ستمبر ۱۹۶۹ء

تَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَتَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ (اٰل عمران)

مجلس انصار اللہ مرکزیہ کا ترجمان

ماہنامہ انصار اللہ ربوہ

سالانہ بدل اشتراک
پاکستان و بھارت چھ روپے
دیگر ممالک تیرہ شلنگ

فی پرچہ سالم پیسے

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

تَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَتَنْھَوْنَ عَنِ الْمُنْکَرِ

(آل عمران)

مجلس انصار اللہ مرکزیہ کا ترجمان

ماہنامہ

انصار اللہ

ربوہ

تبوک ۱۳۴۸ ھش

(ستمبر ۱۹۶۹ء)

(ایڈیٹر)

مسعود احمد دہلوی

سالانہ چندہ :- چھ روپے ؛ فی پرچہ :- ساٹھ پیسے

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

تَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَتَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ

(آل عمران)

مجلس انصار اللہ مرکزیہ کا ترجمان

ماہنامہ انصار اللہ ربوہ

تبوک ۱۳۴۸ ہش

(ستمبر ۱۹۶۹ء)

(ایڈیٹر)

مسعود احمد دہلوی

سالانہ چندہ :- چھ روپے ؛ فی پرچہ :- ساٹھ پیسے

[illegible]

[illegible]

[illegible]		[illegible]
[illegible]	[illegible]	[illegible]
[illegible]	[illegible]	[illegible]
[illegible]	[illegible]	[illegible]
[illegible]	[illegible]	[illegible]
[illegible]	[illegible]	[illegible]
[illegible]	[illegible]	[illegible]
[illegible]	[illegible]	[illegible]
[illegible]	" " "	[illegible]
[illegible]	" " "	[illegible]
[illegible]	[illegible]	[illegible]
[illegible]	[illegible]	[illegible]

[illegible]

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

جلد ۱ | ماہنامہ انصار اللہ ربوہ | شمارہ ۹

تبوک ۱۳۴۸ھش

قیام و استحکامِ پاکستان

پاکستان کے قیام کی بنیاد دو قومی نظریہ پر رکھی گئی تھی۔ نظریہ کا لفظ تو لغوی طور پر استعمال کیا گیا ہے دراصل تو یہ نظریہ ایک ایسی واضح حقیقت تھا کہ جس کا انکار کسی طرح بھی ممکن نہ تھا اور کوئی شخص بھی جو "قوم" کی صحیح تعریف سے واقف تھا مسلمانوں اور ہندوؤں کو اس پس منظر میں جس میں کہ وہ تقسیمِ ہند سے قبل زندگی گذار رہے تھے ایک قوم کہہ کر اپنے ضمیر کے کچوکوں سے محفوظ نہ رہ سکتا تھا۔ دونوں قوموں کا معاشرہ الگ، مذہب الگ، رہن سہن کے طور و طریق الگ، اور حقیقت تو یہ ہے کہ اجنبی سے اجنبی بھی ایک ہی نظر دیکھ کر بلا خوفِ تردید کہہ سکتا تھا کہ یہ دو قومیں ہیں ایک نہیں۔ اِسی لئے قائدِ اعظم محمد علی صاحب جناح نے ۲۲ر اکتوبر ۱۹۴۷ء کو رائٹر کے ایک نمائندہ سے گفتگو کرتے ہوئے فرمایا تھا:-

"دو قوموں کا تصوّر درحقیقت ایک نظریہ نہیں بالکل واضح حقیقت ہے۔ ہندوستان کی تقسیم اِسی حقیقت کی بناء پر ہوئی ہے۔"

یہ حقیقت مسلمانوں پر آہستہ آہستہ واضح ہوئی تھی جبھی تو ایک لمبے عرصہ

تک اِس سلسلہ میں کوئی ایسا اقدام نہ کیا گیا جو مسلمانوں کو ایک الگ مملکت کے حصول کی طرف توجہ دلاتا۔

لیکن اِس حقیقت کا اظہار کسی نہ کسی رنگ میں کبھی نہ کبھی ہوتا رہا۔ چنانچہ ہمارے علم کے مطابق سب سے پہلے واضح طور پر اِس بات کا اظہار حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ علیہ السّلام کے اُس لیکچر کے ذریعہ ہوا جو حضور علیہ السّلام نے ہندوؤں اور مسلمانوں کے درمیان امن کی فضاء کو پیدا کرنے اور اُسے استحکام دینے کے لئے اپنی زندگی کے عین آخری ایام میں لکھا اور حضورؑ کے وصال کے بعد ۲۱ ؍ جون ۱۹۰۸ء کو پنجاب یونیورسٹی ہال میں پڑھا گیا۔ اس خطاب میں حضورؑ نے دیگر امور کے علاوہ فرمایا :۔

"یہ بات کسی پر پوشیدہ نہیں کہ اتفاق ایک ایسی چیز ہے کہ وہ بلائیں جو کسی طرح دُور نہیں ہو سکتیں اور وہ مشکلات جو کسی تدبیر سے حل نہیں ہو سکتیں وہ اتفاق سے حل ہو جاتی ہیں۔ پس ایک عقلمند سے بعید ہے کہ اتفاق کی برکتوں سے اپنے تئیں محروم رکھے۔ ہندو اور مسلمان اس مُلک میں دو ایسی قومیں ہیں کہ یہ ایک خیال محال ہے کہ کسی وقت مثلاً ہندو جمع ہو کر مسلمانوں کو اس ملک سے باہر نکال دیں گے یا مسلمان اکٹھے ہو کر ہندوؤں کو جلاوطن کر دینگے لیکن اب تو ہندو مسلمانوں کا باہم دامن چولی کا ساتھ ہو رہا ہے۔ اگر ایک پر کوئی تباہی آوے تو دوسرا بھی اس میں شریک ہو جائے گا اور اگر ایک قوم دوسری قوم کو محض اپنے نفسانی تکبّر اور شیخیت سے حقیر کرنا چاہے گی تو وہ بھی داغ حقارت سے نہیں بچے گی۔ اور اگر کوئی ان میں سے اپنے پڑوسی کی ہمدردی میں قاصر رہے گا تو اس کا نقصان وہ آپ بھی اُٹھائے گا۔ جو شخص تم دونوں قوموں میں سے دوسری قوم کی تباہی کی فکر میں ہے اُس کی اُس شخص کی مثال ہے کہ جو ایک شاخ پر بیٹھ کر اُس کو کاٹتا ہے۔"

جو اقتباس ہم نے اُوپر درج کیا ہے اس سے صاف ظاہر ہے کہ مسلمان اور ہندو دو الگ الگ قومیں ہیں اور ایک رنگ میں اِس بات پر بھی روشنی پڑتی ہے کہ یہ دونوں ایک دوسرے کے ہمسایہ ہیں۔ اللہ تعالےٰ کی طرف سے بھیجے ہوئے مصلحین کی باتیں نہ صرف حال بلکہ مستقبل کے متعلق بھی ایسے مفید اشارے کرتی ہیں کہ اگرچہ ان

باتوں کو وقت سے پہلے پوری طرح سمجھا نہ جا سکے لیکن جب اللہ تعالےٰ کی پوشیدہ مشیتیں عالَم کون میں تدریجی انقلاب پیدا کرتی ہیں تو وہ باتیں اپنی صحیح تعبیر کے ساتھ روزِ روشن کی طرح واضح ہو جاتی ہیں۔

مندرجہ بالا اقتباس میں حضور علیہ السلام نے مسلمانوں اور ہندوؤں کو ایک دوسرے کے پڑوسی کہا ہے۔ پڑوسی ہونے کے لئے دونوں کے گھروں کا الگ الگ ہونا ضروری ہے۔ قوموں کا ذکر کرتے ہوئے گھر سے مراد ملک ہی لیا جا سکتا ہے۔ دوسرے الفاظ میں یہ کہا جا سکتا ہے کہ حضور علیہ السلام نے "پڑوسی" کا لفظ استعمال کر کے اس طرف اشارہ کیا تھا ـــــ یا اللہ تعالیٰ کی مشیّت میں یہ اشارہ مقصود تھا ـــــ کہ ایک وقت آنے والا ہے جب قومی لحاظ سے یہ ایک دوسرے کے پڑوسی ہو جائیں گے۔ اور چونکہ جیسا کہ حضور نے فرمایا ہے یہ تو ممکن ہی نہیں تھا کہ ہندو مسلمانوں کو برصغیر ہند (قبل از تقسیم) سے باہر نکال پھینکتے۔ (اگرچہ ہندوؤں نے اس قسم کے متعدد بیانات جاری کئے تھے کہ مسلمانوں کو ہندوستان سے نکال پھینکو) اس لئے ان کا پڑوسی بن جانا اسی صورت میں ممکن تھا کہ ہندوستان ہی میں مسلمانوں کے لئے الگ "گھر" بنا دیا جاتا۔

یہ بات تو اللہ تعالےٰ ہی کو معلوم تھی کہ یہ سب کچھ کس طرح وقوع پذیر ہونا تھا اس لئے انسانوں نے اپنے اپنے رنگ میں اور اپنی اپنی سمجھ کے مطابق اپنی کوششیں جاری رکھیں اور اللہ تعالےٰ ہر قدم پر ان کی کوششوں میں برکت ڈالتا چلا گیا حتّٰی کہ وہ وقت آن پہنچا جبکہ دو قومی نظریہ کو عملی جامہ پہنا کر مسلمانوں کے لئے ایک الگ مملکت کا حصول ممکن ہو گیا اور ہندو قوم اور مسلمان قوم ایک دوسرے کی پڑوسی ہو گئی۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی جس تحریر کا اقتباس ہم نے اوپر درج کیا ہے اس کے لکھتے وقت یہ باتیں لوگوں کی سمجھ میں نہ آ سکتی تھیں۔ البتہ اس سے ایک عرصہ بعد جب حالات نے پلٹا کھایا اور اللہ تعالےٰ کی مشیّت نے منزلِ مراد کو قریب سے قریب تر کرنا شروع کر دیا تو سب سے پہلے مسلمانوں کے حقوق کی حفاظت کا مسئلہ سامنے آیا۔ حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا:۔

"مَیں یہ نہیں کہتا کہ ہندوستان کی آزادی کے لئے کوشش نہ کرو جبکہ انگلستان

نے فیصلہ کر دیا ہے کہ ہندوستان کو نیابتی حکومت کا حق ہے۔ اس کے لئے جو جائز کوشش کی جائے اس میں مَیں اپنے دوسرے بھائیوں کا شریک ہوں مگر جو چیز مجھ پر گراں ہے اور میرے دل کو بٹھائے دیتی ہے وہ یہ ہے کہ مسلمان اپنے حقوق کی حفاظت کئے بغیر آئندہ طریق حکومت پر راضی ہو جائیں۔ اس کے نتائج نہایت تلخ اور نہایت خطرناک نکلیں گے۔ اور مسلمانوں کو چاہیئے کہ جب تک کہ دونوں مسلم لیگ کی پیش کردہ تجاویز کو قبول نہ کر لیا جائے اس وقت تک وہ کسی صورت میں بھی سمجھوتے پر راضی نہ ہوں ورنہ جو خطرناک صورت پیدا ہوگی اس کا تصور کر کے بھی دل کانپتا ہے۔" (مسلمانوں کے حقوق اور نہرو رپورٹ ص ۳۶)

مسلمانوں کے حقوق کی حفاظت کے لئے اگرچہ بہت سے عوامل کی ضرورت تھی لیکن ان ان میں سے سب سے زیادہ اہم بات باہمی اتحاد تھا۔ اتحاد کے بغیر تو قوم قوم ہی نہیں بن سکتی اور نہ ہی دوسروں سے اپنے حقوق منوا سکتی ہے۔ حقوق کی حفاظت تو بعد کی بات ہے۔ چنانچہ حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ نے ایک موقعہ پر فرمایا:۔

"دوسرا قومی فرض اتحاد ہے۔ قومی ترقی چاہتے ہو تو مشترک امور میں ایک ہو جاؤ ..... دنیاوی اور سیاسی معاملات میں بلا خیال فرقہ کے ایک ہو جانا چاہیئے تاکہ ہمارے مطالبہ میں قوت اور اثر پیدا ہو۔ اس بات کو اچھی طرح یاد رکھو کہ اختلاف مٹا نہیں کرتا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جیسے رحمۃ للعالمین وجود کے آنے پر بھی اختلاف رہا اس لئے کہ وہ طبعی چیز ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جب "اختلاف اُمّتی رحمۃ" فرمایا تو اس سے ڈرنا اور گھبرانا کیوں؟ اختلاف کو رحمت بناؤ نہ کہ لعنت ....."

اسی قسم کے اتحاد کی طرف قائداعظم نے پاکستان بن جانے کے بعد ان الفاظ میں اشارہ کیا تھا جو جرگہ جملہ قبائلی سرحد سے خطاب کرتے ہوئے انہوں نے پشاور میں ۱۷ اپریل ۱۹۴۸ء کو کہے تھے۔ آپ نے فرمایا تھا:۔

"میری ہمیشہ یہ کوشش رہی ہے کہ مسلمانوں میں اتحاد پیدا کروں اور مجھے امید ہے کہ پاکستان کی تعمیر و ترقی اور اسے ایک عظیم و شاندار مملکت بنانے کا جو بڑا کام ہمیں درپیش ہے اس کے پیش نظر ہمیں یکجہتی کی پہلے سے کہیں زیادہ ضرورت ہے۔ ہم مسلمانوں کا ایمان

ہے کہ خدا ایک ہے، رسول ایک ہے، قرآن ایک ہے اسلئے ہمیں ایک ملت بن کر متحد رہنا چاہیئے۔
ایک پرانی کہاوت ہے کہ اتفاق میں طاقت اور نااتفاقی میں ہلاکت ہے۔"

قیامِ پاکستان کے سلسلہ میں جو کوششیں مقدر تھیں انکی زنجیر کی ایک کڑی جداگانہ انتخاب بھی تھے۔ چونکہ اس قافلہ نے آہستہ آہستہ نرم روی اور پختہ خیالی سے اپنی منزل پر پہنچنا تھا اس لئے حصولِ منزل سے پہلے جو سنگِ میل آئے اُن میں سے بعض ایسے بھی تھے جو بظاہر منزل کی طرف رہنمائی کرنے کی بجائے خود ہی منزل نظر آتے تھے لیکن اللہ تعالیٰ کی مشیت یہی تھی کہ مسلمان قوم اپنی منزل پر بھی پہنچ جائے اور وہ اس بات کے لئے موردِ الزام بھی نہ ہو کہ اس نے باہمی تعاون کے لئے بھرپور کوشش نہیں کی۔ جداگانہ انتخاب کے سلسلہ میں حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ نے جو کچھ فرمایا وہ مسلم لیگ کی اِس سلسلہ میں بنیادی پالیسی کی تشکیل کے کام آیا۔ تاریخ اِس بات کی گواہ ہے کہ جب مسلم لیگ نے ۱۹۲۷ء میں شملہ میں ہندوستان کی مختلف جماعتوں کے نمائندوں کو بلایا تو حضرت مصلح موعودؓ نے اس موقعہ پر جداگانہ انتخاب کی تائید میں ایک ایسی مؤثر تقریر فرمائی کہ اسکے اثر کے تحت حاضرین کی رائے جداگانہ انتخاب کے حق میں ہوگئی کہ جب ووٹ لینے کا وقت آیا تو قائدِ اعظم نے صاف لفظوں میں فرما دیا کہ ووٹ لینے کی ضرورت نہیں وہ مسلمانوں کی عام رائے سمجھ گئے ہیں اور باوجود اِس کے کہ اُن کی رائے مخلوط انتخاب کے حق میں ہے مگر وہ مسلمانوں کے نمائندہ ہونے کی حیثیت سے ہندوؤں سے سمجھوتہ کے وقت اِس امر کو پیش کریں گے جس طرف مسلمانوں کی اکثریت ہے۔

جداگانہ انتخاب ایک نہایت اہم سنگِ میل تھا اِس سے اگلی منزل تو بہر کیف حصولِ پاکستان کے علاوہ کوئی اَور نہ ہوسکتی تھی لیکن اس اگلی منزل تک پہنچنے کے لئے پنجاب میں خضر حکومت سنگِ راہ بن کر بیٹھی ہوئی تھی۔ چنانچہ اِس سنگِ راہ کو بھی حضرت مصلح موعودؓ ہی نے دُور فرمایا۔ اخبار ٹربیون نے ۵ مارچ ۱۹۴۷ء کو لکھا :-

"معتبر ذرائع سے معلوم ہوا ہے کہ خضر حیات خان صاحب نے یہ فیصلہ (استعفیٰ پیش کرنے کا) سر محمد ظفر اللہ خان کے مشورہ اور ہدایت کے مطابق کیا ہے۔ سنا جاتا ہے کہ مسلم لیگ کی تازہ ایجی ٹیشن کے دَوران میں جماعتِ احمدیہ کے امام نے خضر حیات خان کو خط لکھا کہ وہ لیگ کے سامنے جُھک جائیں۔ یہ خط سر محمد ظفر اللہ خان کے ذریعہ بھیجا گیا تھا جنہوں نے اپنے امام کی ہدایت کی پُرزور تائید کی۔ ملک خضر حیات خان صاحب نے سر محمد ظفر اللہ خان صاحب کو لاہور مشورہ کیلئے بلایا جس کے بعد ملک صاحب نے وہ بیان دیا جو کہ اخبارات میں شائع ہوا۔"

پاکستان بن جانے کے بعد اس کے استحکام کی طرف تمام تر توجہ کو مبذول کر دینا ضروری تھا۔ حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ نے اسی سلسلہ میں ۲۸ دسمبر ۱۹۴۷ء کو فرمایا:-

"مجھے اللہ تعالیٰ اپنی خاص مشیت کے ماتحت پاکستان لایا ہے تاکہ مسلمانوں کی ایک مضبوط اور طاقتور حکومت بن جائے اور ایک دفعہ پھر اسلامستان قائم ہو جائے جہاں خدا تعالیٰ کی اطاعت اور محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بادشاہت ہو اور ہم انشاء اللہ اسکو استوار کر کے چھوڑیں گے۔ بیشک لوگ اسے مجذوب کی بڑ سمجھیں حقیقت یہ ہے کہ میں پاکستان کو ذلت کے مقام سے اٹھا کر بلندی کے مقام پر پہنچانا چاہتا ہوں۔ میں نہیں کہتا کہ میں اس کام کو مکمل کرونگا لیکن میں اس عمارت کو بنتے ہوئے دیکھنا چاہتا ہوں۔ آپ لوگ اس عمارت کی تیاری کے لئے کمر ہمت باندھ لیں اور ان اہم ذمہ واریوں کو جو آزادی کی وجہ سے پیدا ہو گئی ہیں نہایت خوش اسلوبی سے سرانجام دیں۔" (الفضل ۳۰ دسمبر ۱۹۴۷ء)

چنانچہ حضور نے لاہور پہنچکر استحکام پاکستان کے سلسلہ میں نہایت ٹھوس اور مفید تجاویز پر مشتمل چھ لیکچر دیئے اور اسی طرح کراچی، راولپنڈی، جہلم اور پشاور میں بھی حضور نے اسی موضوع پر دوستوں سے خطاب فرمایا۔

حقیقت یہ ہے کہ قیام پاکستان اور اس کے استحکام میں اللہ تعالیٰ کے فضل سے جماعت احمدیہ نے نمایاں کردار ادا کیا ہے۔ نہ صرف پاکستان میں بلکہ دیگر ممالک میں بھی حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ کے نائبین نے ہر طرح سے مخالفت کا مقابلہ کر کے پاکستان کا تعارف کرایا اور لوگوں کے ذہنوں کو اس واضح حقیقت سے قریب تر کر کے اُن کی ہمدردیاں حاصل کیں اور اس طرح پاکستان کی مضبوطی کا باعث بنے۔

حُبّ الوطنِ من الایمانِ کے پیش نظر ہم سب کا فرض ہے کہ استحکام پاکستان کے لئے ہر ممکن جدوجہد کریں۔ پاکستان کی مضبوطی اسلام کی وسیع اشاعت کا باعث بنے گی اور یہیں سے انشاء اللہ ان کوششوں کو بروئے کار لایا جائے گا جو ایک دفعہ پھر دُنیا بھر کے مسلمانوں کو ان کا جائز مقام دلا کر قرونِ اولیٰ کی طرح سرفراز کر دیں گی۔

اللہ تعالیٰ ہم سب کو توفیق دے اور ہماری حقیر کوششوں میں برکت ڈالتے ہوئے انہیں بار آور کرے۔ آمین +

(ن - س)

کلمات طیبات حضرت مسیح موعود علیہ السلام

تقویٰ کیا ہے؟ ہر قسم کی بدی سے اپنے آپ کو بچانا

عبادات کی قبولیت کا مطلب یہ ہے کہ ان عبادات کے اثرات اور برکات عبادت گذار میں پیدا ہو گئے ہیں

امام الزمان سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام عبادت کی قبولیت کا مطلب اور عبادات کے اثرات اور برکات عبادت گذار میں پیدا ہونے کے بارے میں فرماتے ہیں :-

"دل میں جو خطرات اور سرسری خیال گذر جاتے ہیں ان کے لئے کوئی مؤاخذہ نہیں۔ مثلاً کسی کے دل میں گذرے کہ فلاں مال مجھے مل جاوے تو اچھا ہے۔ یہ ایک قسم کا لالچ تو ہے لیکن محض اتنے ہی خیال پر جو طبعی طور پر دل میں آئے اور گذر جاوے کوئی مؤاخذہ نہیں۔ لیکن جب ایسے خیال کو دل میں جگہ دیتا ہے اور پھر عزم کرتا ہے کہ کسی نہ کسی حیلے سے وہ مال ضرور لینا چاہیئے تو پھر یہ گناہ قابلِ مؤاخذہ ہے۔ غرض جب دل عزم کر لیتا ہے تو اس کے لئے شرارتیں اور فریب کرتا ہے تو یہ گناہ قابلِ مؤاخذہ لکھا جاتا ہے۔ پس یہ اس قسم کے گناہ ہیں جو بہت ہی کم توجہی کے ساتھ دیکھے جاتے ہیں اور یہ انسان کی ہلاکت کا موجب ہو جاتے ہیں۔ بڑے بڑے اور کھلے گناہوں سے تو اکثر پرہیز کرتے ہیں۔ بہت سے آدمی ایسے ہوں گے جنہوں نے کبھی خون نہیں کیا، نقب زنی نہیں کی یا اور اس قسم کے بڑے بڑے گناہ نہیں کئے۔ لیکن سوال یہ ہے کہ وہ لوگ کتنے ہیں جنہوں نے کسی کا گلہ نہیں کیا یا کسی اپنے بھائی کی ہتک کر کے اس کو رنج نہیں پہنچایا۔ یا جھوٹ بول کر خطا نہیں کی؟ یا کم از کم دل کے خطرات پر استقلال نہیں کیا؟ میں یقیناً کہہ سکتا ہوں کہ ایسے لوگ بہت ہی کم ہوں گے جو ان باتوں کی رعایت رکھتے ہوں اور خدا تعالےٰ سے

ڈرتے ہوں۔ ورنہ کثرت سے ایسے لوگ ملیں گے جو تقریباً جھوٹ بولتے ہیں اور ہر وقت ان کی مجلسوں میں دوسروں کا شکوہ شکایت ہوتا رہتا ہے اور وہ طرح طرح سے اپنے کمزور اور ضعیف بھائیوں کو دُکھ دیتے ہیں۔

اِس لئے خدا تعالیٰ فرماتا ہے کہ پہلا مرحلہ یہ ہے کہ **انسان تقویٰ اختیار کرے۔** مَیں اِس وقت بُرے کاموں کی تفصیل بیان نہیں کر سکتا۔ قرآن شریف میں اوّل سے آخر تک اوامر اور نواہی اور احکامِ الٰہی کی تفصیل موجود ہے۔ اور کئی سو شاخیں مختلف قسم کے احکام کی بیان کی ہیں۔ خلاصۃً یہ کہتا ہوں کہ خدا تعالیٰ کو ہرگز منظور نہیں کہ زمین پر فساد کریں۔ اللہ تعالیٰ دُنیا پر وحدت پھیلانا چاہتا ہے۔ لیکن جو شخص اپنے بھائی کو رنج پہنچاتا ہے، ظلم اور خیانت کرتا ہے، وہ وحدت کا دشمن ہے۔ جب تک یہ بد خیال دل سے دُور نہ ہوں کبھی ممکن نہیں کہ سچی وحدت پھیلے۔ اس لئے اِس مرحلہ کو سب سے اوّل رکھا۔

تقویٰ کیا ہے؟ ہر قسم کی بدی سے اپنے آپ کو بچانا۔ پس خدا تعالیٰ فرماتا ہے کہ ابرار کے لئے پہلا انعام **شربت کافوری** ہے۔ اس شربت کے پینے سے دل بُرے کاموں سے ٹھنڈے ہو جاتے ہیں۔ اس کے بعد اُن کے دلوں میں بُرائیوں اور بدیوں کے لئے تحریک اور جوش پیدا نہیں ہوتا۔ ایک شخص کے دل میں یہ خیال تو آ جاتا ہے کہ یہ کام اچھا نہیں۔ یہاں تک کہ چور کے دل میں بھی یہ خیال آ ہی جاتا ہے مگر جذبۂ دل سے وہ چوری بھی کر ہی لیتا ہے۔ لیکن جن لوگوں کو شربت کافوری پلا دیا جاتا ہے ان کی یہ حالت ہو جاتی ہے کہ اُن کے دل میں بدی کی تحریک ہی پیدا نہیں ہوتی بلکہ دل بُرے کاموں سے بیزار اور متنفر ہو جاتا ہے۔ گناہ کی تمام تحریکوں کے مواد دبا دیئے جاتے ہیں۔ یہ بات خدا تعالیٰ کے فضل کے سوا میسر نہیں آتی۔ جب انسان دعا اور حقیقی ہمت سے خدا تعالیٰ کے فضل کو تلاش کرتا ہے اور اپنے نفس کے جذبات پر غالب آنے کی سعی کرتا ہے تو پھر یہ سب باتیں فضلِ الٰہی کو کھینچ لیتی ہیں اور اُسے **کافوری جام** پلایا جاتا ہے۔ جو لوگ اِس قسم کی تبدیلی کرتے ہیں اللہ تعالیٰ انہیں **زمرۂ ابدال** میں داخل فرماتا ہے۔ اور یہی تبدیلی ہے جو ابدال کی حقیقت کو ظاہر کرتی ہے۔

یہ بھی عموماً دیکھا گیا ہے کہ اکثر لوگ ایک مجلس میں بیٹھے ہوئے جب اِس قسم کی باتوں کو سُنتے ہیں تو اُن کے دل متاثر ہو جاتے ہیں اور وہ اچھا بھی سمجھتے ہیں۔ لیکن جب اس مجلس

سے الگ ہوتے ہیں اور اپنے احباب اور دوستوں سے ملتے ہیں تو پھر وہی رنگ اُن میں آجاتا ہے اور اُن سُنی ہوئی باتوں کو یکدم بھول جاتے ہیں اور وہی پہلا طرزِ عمل اختیار کرتے ہیں۔ اس سے بچنا چاہیئے۔ جن صحبتوں اور مجلسوں میں ایسی باتیں پیدا ہوں اُن سے الگ ہو جانا ضروری ہے اور ساتھ ہی یہ بات بھی یاد رکھنی چاہیئے کہ ان تمام بُری باتوں کے اجزا کا علم ہو کیونکہ طلب شئے کے لئے علم کا ہونا سب سے اوّل ضروری ہے۔ جب تک کسی چیز کا علم نہ ہو اُسے حاصل کیونکر کر سکتے ہیں؟ قرآن شریف نے بار بار تفصیل دی ہے۔ پس بار بار قرآن شریف کو پڑھو۔ اور تمہیں چاہیئے کہ بُرے کاموں کی تفصیل لکھتے جاؤ اور پھر خدا تعالیٰ کے فضل اور تائید سے کوشش کرو کہ ان بدیوں سے بچتے رہو۔ یہ تقویٰ کا پہلا مرحلہ ہوگا۔ جب تم ایسی سعی کروگے تو اللہ تعالیٰ پھر تمہیں توفیق دے گا اور وہ کافوری شربت تمہیں دیا جاوے گا جس سے تمہارے گناہ کے جذبات بالکل سرد ہو جائیں گے۔ اس کے بعد نیکیاں ہی سرزد ہوں گی۔ جب تک انسان متقی نہیں بنتا یہ جام اُسے نہیں دیا جاتا اور نہ اُس کی عبادات اور دعاؤں میں قبولیت کا رنگ پیدا ہوتا ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے انما یتقبل اللہ من المتقین یعنی بیشک اللہ تعالیٰ متقیوں ہی کی عبادات کو قبول فرماتا ہے۔ یہ بالکل سچی بات ہے کہ نماز روزہ بھی متقیوں ہی کا قبول ہوتا ہے ان عبادات کی قبولیت کیا ہے اور اس سے مراد کیا ہے؟

سو یاد رکھنا چاہیئے کہ جب ہم یہ کہتے ہیں کہ نماز قبول ہوگئی ہے تو اس سے یہ مراد ہوتی ہے کہ نماز کے اثرات اور برکات نماز پڑھنے والے میں پیدا ہوگئے ہیں۔ جب تک وہ برکات اور اثرات پیدا نہ ہوں اُس وقت تک نری ٹکریں ہی ہیں۔

اس نماز یا روزہ سے کیا فائدہ ہوگا جبکہ اسی مسجد میں نماز پڑھی اور وہیں کسی دوسرے کی شکایت اور گلہ کر دیا۔ یا رات کو چوری کرلی کسی کے مال یا امانت میں خیانت کرلی۔ کسی کی شان پر جو خدا تعالیٰ نے اسے عطا کی ہے بخل یا حسد کی وجہ سے حملہ کر دیا۔ کسی کی آبرو پر حملہ کر دیا۔ غرض اس قسم کے عیبوں اور بُرائیوں میں اگر مبتلا کا مبتلا رہا تو تم ہی بتاؤ اس نماز نے اس کو کیا فائدہ پہنچایا؟

چاہیئے تو یہ تھا کہ نماز کے ساتھ اس کی بدیاں اور بُرائیاں جن میں وہ مبتلا تھا کم ہو جاتیں اور نماز اس کے لئے ایک عمدہ ذریعہ ہے۔ پس پہلی منزل اور مشکل اُس انسان کے لئے جو مومن بننا چاہتا ہے یہی ہے کہ بُرے کاموں سے پرہیز کرے۔ اسی کا نام تقویٰ ہے۔" (ملفوظات جلد ہشتم صفحہ ۳۷۳ تا ۳۷۴)

عربی منظوم کلام حضرت مسیح موعود علیہ السلام

فَدَتْ نَفْسِی نَبِیًّا ذَا الْمَقَامِ

(میری جان اُس نبیؐ پر قربان ہے جو صاحبِ مقامِ محمود ہے)

وَرَدْنَا الْمَاءَ صَفْوًا غَیْرَ کَدْرٍ — وَیَشْرَبُ غَیْرُنَا وَشَلَ الْاَجَامِ

ہم ایسے پانی پر وارد ہوئے جو مصفّٰی اور غیر مکدّر ہے — اور ہمارے مخالف تھوڑا سا جنگلوں کا پانی پی رہے ہیں۔

اَتَانِی الصَّالِحُوْنَ فَبَایَعُوْنِیْ — وَخَافُوْا رَبَّهُمْ یَوْمَ الْقِیَامِ

نیک لوگ میرے پاس آئے اور انہوں نے میری بیعت کی — اور خدا تعالیٰ اور جزا سزا کے دن سے ڈرے۔

وَاَمَّا الطَّالِحُوْنَ فَاَکْفَرُوْنِیْ — وَلَعَنُوْنِیْ وَمَا فَهِمُوْا کَلَامِیْ

جو تباہ کار تھے انہوں نے مجھے کافر ٹھہرایا — اور مجھ پر لعنتیں کیں اور میرے کلام کو نہ سمجھا۔

وَاَفْتَوْا بِالْهَوٰی مِنْ غَیْرِ عِلْمٍ — وَقَالُوْا کَافِرٌ لِلْکُفْرِ کَامِیْ

اور ہوا و ہوس کی پیروی میں بغیر بصیرت کے فتویٰ دیا — اور کہا کہ کافر ہے اور کفر کے لئے گواہی کو چھپانے والا ہے

وَصَالُوْا کَالْاَفَاعِیْ اَوْ ذِئَابٍ — وَاِنَّ اللّٰهَ لِلصِّدِّیْقِ حَامِیْ

اور انہوں نے سانپوں اور بھیڑیوں کی طرح حملہ کیا — اور یقیناً اللہ تعالیٰ راستباز کی حمایت کرنے والا ہے۔

فَلَا وَاللّٰهِ لَسْتُ کَکَافِرِیْنَا — فَدَتْ نَفْسِیْ نَبِیًّا ذَا الْمَقَامِ

پس یہ بات نہیں اور بخدا میں کافر نہیں — میری جان اس نبیؐ پر قربان ہے جو صاحبِ مقامِ محمود ہے

وَاَصْبَانِی النَّبِیُّ بِحُسْنِ وَجْهٍ — اَرٰی قَلْبِیْ لَهٗ کَالْمُسْتَهَامِ

اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے حسین چہرے سے میرا دل موہ لیا ہے — مَیں اپنے دل کو آپ کی محبت میں سراسیمہ پاتا ہوں۔

(نور الحق)

منظوم فارسی کلام حضرت مسیح موعود علیہ السلام

عارف آں کو گویدش لاثانی است

(عارف وہ ہے جو کہتا ہے کہ خدا تعالیٰ لاثانی ہے)

گر بگوئی غیر را رحماں خُدا ـــ تُف زند بر رُوئے تو ارض و سما

اگر تُو کسی اَور کو خدائے رحمان کہہ دے ـــ تو تیرے مُنہ پر زمین و آسمان تھوکیں۔

ور تراشی بہرِ آں یکتا پسر ـــ بر تو بارد لعنتِ زیر و زبر

اگر اس یکتا کے لئے تُو کوئی بیٹا تجویز کرے ـــ تو نیچے اور اُوپر سے تجھ پر لعنتیں برسنے لگیں۔

با زبانِ حال گوید ایں جہاں ـــ کاں خدا فرد است و قیوم و یگاں

یہ جہان زبانِ حال سے کہہ رہا ہے، ـــ کہ وہ خدا یکتا، قیوم اور واحد ہے۔

نے پدر دارد نہ فرزند و نہ زن ـــ نے مبدّل شد زِ ایامِ کُہن

نہ اس کا کوئی باپ ہے نہ بیٹا اور نہ بیوی ـــ اور نہ ازل سے اس میں کوئی تغیّر آیا

یک دمے گر رشحِ فیضش کم شود ـــ ایں ہمہ خلق و جہاں برہم شود

اگر ایک لحظہ کے لئے بھی اس کے فیض کی بارش کم ہو جائے ـــ تو یہ سب مخلوقات اور جہان درہم برہم ہو جائیں

کاخِ دُنیا را چہ دیدا استی بِنا ـــ کز پئے آں مے گذاری صدق را

کیا تُو نے دُنیا کے محل کی بنیاد مضبوط دیکھی ہے؟ ـــ جو اُس کی خاطر تُو سچائی کو چھوڑتا ہے۔

عابد آں باشد کہ پیشش فانی است ـــ عارف آں کو گویدش لاثانی است

عابد وہ ہے جو خدا کے سامنے فانی ہے۔ ـــ عارف وہ ہے جو کہتا ہے کہ خُدا لاثانی ہے۔

(ضیاء الحق)

اپنی ذمّہ واریوں کو سمجھنے کی کوشش کریں!

(سیّدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ بنصرہ العزیز)

یکم ستمبر ۱۹۶۷ء کو حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ بنصرہ العزیز نے خطبہ جمعہ میں یورپ کے نومسلم احمدی احباب کے ایمان و اخلاص کا ذکر فرماتے ہوئے ساری جماعت سے فرمایا کہ غلبۂ اسلام کی بشارت ہم پر ایک عظیم ذمہ واری عائد کرتی ہے اور وہ ذمہ واری یہ ہے کہ جب انسان ہمیں یہ کہہ کر پکارے کہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں اپنی طرف بلایا اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے دنیا کو پکار کے کہا کہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے جھنڈے تلے جمع ہو جاؤ ورنہ ہلاک ہو جاؤ گے۔ ہم اس جھنڈے تلے جمع تو ہو رہے ہیں لیکن اس جھنڈے کا سایہ جو اسلام سیکھنے اور اس پر عمل کرنے سے ہی ہمیں حاصل ہو سکتا تھا (ٹھنڈا رحمت کا سایہ) وہ ہم پر نہیں پڑا۔ معلم اور استاد بھیجو تا ہمیں وہ دینِ اسلام سکھائیں تو ایسے وقت میں جماعت کا ہر فرد اس قابل ہو کہ انہیں اسلام سکھا سکے۔ ضرورت اور ذمّہ واری کی تفصیل کے لئے حضور کے خطبہ کا ایک حصّہ ذیل میں نقل کیا جاتا ہے ——— (ایڈیٹر)

"اس وقت انسانیت جس دَور میں سے گزر رہی ہے وہ انسانیت کے لئے بڑا ہی نازک دَور ہے۔ یہ ایک حقیقت ہے کہ جب مَیں موجودہ انسان کے حالات پر غور کرتا ہوں تو میرا چَین چھن جاتا ہے اور مجھے بڑی پریشانی لاحق ہو جاتی ہے۔ کیونکہ اِس دَور میں اگر کسی انسان پر باقی سب انسانوں کو ہلاکت اور تباہی سے بچانے کی ذمّہ واری پڑتی ہے تو وہ ہم ہیں۔ اگر ہم اپنی ذمہ داریوں کو پُوری طرح ادا نہ کریں تو ایک طرف اللہ تعالیٰ کی ناراضگی مول لینے والے ہوں گے اور دوسری طرف ہم ذمّہ وار بن جائیں گے ان قوموں کی ہلاکت کے۔ کیونکہ جو اُن سے تعلق رکھنے والی ہماری ذمّہ داریاں تھیں وہ ہم نے پوری نہیں کیں۔ حقیقت یہ ہے (اور اگر ضرورت محسوس ہوئی تو مَیں اس حقیقت کو دہراتا چلا جاؤں گا جب تک کہ مَیں اپنے مقصد کو حاصل نہ کر لوں یا اِس دُنیا سے گزر نہ جاؤں) کہ ہر احمدی کو دنیا کا رہبر اور قائد اور استاد بننے کی اپنے اندر اہلیت پیدا کرنی پڑے گی اور پیدا کرنی چاہیئے۔ کیونکہ آج بھی دُنیا کو اُس سے کہیں زیادہ تعداد میں استادوں اور مبلّغین کی ضرورت ہے جو آج ہمارے پاس ہیں۔ لیکن وہ زمانہ آنے والا ہے کہ جب اس ضرورت کی ہماری موجودہ اہلیت کے ساتھ کوئی نسبت

ہی نہ ہوگی۔ بلکہ دُنیا لاکھوں آدمی مانگے گی۔ دنیا جماعت احمدیہ سے یہ کہے گی کہ ہم سیکھنے کے لئے تیار ہیں تم ہمیں آکر سکھلاتے کیوں نہیں؟ کیا جواب ہوگا آپ کے پاس، اگر آپ اُن کے مطالبات کو پُورا کرنے کے لئے تیار نہیں ہوں گے؟ مَیں نے غور بھی کیا، مَیں نے دُعائیں بھی کیں اس کے متعلق اور اللہ تعالیٰ نے بڑے زور سے میرے دل میں ڈالا ہے کہ اگلے بیس تیس سال دُنیا پر، انسانیت پر اور جماعت پر بڑے نازک ہیں۔ ایک نہایت ہی خطرناک عالمگیر تباہی کی خبر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے الہاماً دی ہے جس کے متعلق یہ بتایا گیا ہے کہ اگر وہ تباہی دنیا پر آگئی تو دنیا میں علاقے کے بعد علاقہ ایسا ہوگا کہ جہاں سے زندگی ختم ہو جائے گی۔ پہلی دو عالمگیر جنگوں میں نہ ایسا ہؤا نہ ایسا ہونا ممکن تھا۔ کچھ آدمی مارے گئے، کچھ پرندے بھی مارے گئے ہوں گے، کچھ چرندے بھی مارے گئے ہوں گے، کچھ کیڑے مکوڑے بھی مارے گئے ہوں گے لیکن کوئی ایک علاقہ ایسا نہیں ہوسکتا تھا جہاں سے زندگی ختم ہو گئی ہو۔ (سوائے دو استثناء کے جو جاپان پر دو ایٹم بم گرانے کے ہیں)۔

لیکن تیسری عالمگیر تباہی کے متعلق یہ پیشگوئی واضح الفاظ میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی کتب میں موجود ہے کہ ایسے علاقے ہوں گے کہ جن میں زندگی کا خاتمہ ہو جائے گا۔ پھر یہ بھی پیشگوئی ہے کہ اِس عظیم ہلاکت کے بعد (اگر اس ہلاکت سے قبل یہ اقوام اسلام کی طرف اور اپنے پیدا کرنیوالے اللہ کی طرف نہ آگئیں) اسلام بڑی کثرت سے دُنیا میں پھیل جائے گا۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو یہ نظارہ دکھایا گیا۔ آپؑ نے دیکھا کہ روس میں اس قدر احمدی ہیں جس قدر کہ ریت کے ذرّے ہوتے ہیں۔ آپؑ نے فرمایا کہ ریت کے ذرّوں کی طرح مَیں نے وہاں احمدیوں کو دیکھا ہے۔

مَیں نے اپنے سفر میں یورپ والوں کو کہا کہ جہاں تک روس کا تعلق ہے پیشگوئی بڑی واضح ہے لیکن یورپ کی طاقت کے تباہ ہونے اور ان اقوام کے کثرت سے بچ جانے کے متعلق کوئی واضح الہام میرے علم میں نہیں ہے اور اس لئے مجھے تمہارے متعلق زیادہ فکر ہے اس لئے ہوشیار ہو جاؤ اور اپنے بچاؤ کی فکر کرو۔ تمہیں سوائے اللہ کے آج اور کوئی بچا نہیں سکتا۔ اپنے پیدا کرنے والے کی طرف رجوع کرو تا کہ تمہیں بچایا جائے۔

اگر آج وہ میری نصیحت کو مانیں اور اپنے پیدا کرنے والے کی طرف رجوع کریں تو کل وہ ہم سے مطالبہ کریں گے کہ ہمیں دس ہزار (یا شاید اس سے بھی زیادہ) مبلغ اور اُستاد چاہئیں جو ہمیں دینِ اسلام سکھائیں تو مَیں انہیں کیا جواب دوں گا؟ کیا مَیں یہ کہوں گا کہ مَیں نے تمہیں اِس ابدی صداقت کی طرف بُلایا تو تھا لیکن تمہارے دلوں میں صداقت کو قائم کرنے کے لئے میرے پاس کوئی انسان نہیں ہے۔ اسی لئے مَیں پریشان

رہتا ہوں اور اسی لئے میں چاہتا ہوں کہ ہر احمدی مرد اور احمدی عورت دُنیا کا رہبر بننے کی اہلیت پیدا کرلے تاکہ جب انسان ہمیں یہ کہہ کر پکارے کہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں اپنی طرف بلایا اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے دُنیا کو پکار کے کہا کہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے جھنڈے تلے جمع ہوجاؤ ورنہ ہلاک ہوجاؤ گے ہم اس جھنڈے تلے جمع تو ہو رہے ہیں لیکن اس جھنڈے کا سایہ جو اسلام سیکھنے اور اس پر عمل کرنے سے ہی ہمیں حاصل ہوسکتا تھا (ٹھنڈا رحمت کا سایہ) وہ ہم پر نہیں پڑا معلّم اور استاد بھیجو تا وہ ہمیں دینِ اسلام سکھائیں اور تا وہ اُن باتوں کو واضح کریں۔ وہ تعلیم وہ ہدایتیں ہمیں دیں جو خدا تعالیٰ کا قُرب حاصل کرنے کے لئے ضروری ہیں۔ اور اس کے جواب میں مَیں یا کوئی اور جو میرے بعد آنے والا ہے وہ یہ کہے کہ میرے پاس تو آدمی نہیں ہیں تمہاری مدد کیسے کروں ؟ کیا خلیفۂ وقت کا یہ جواب جو آپ کی طرف سے دیا جائے ہمارے خدا کو پیارا ہو سکتا ہے ؟ ہرگز نہیں۔

پس اپنی ذمہ داریوں کو سمجھنے کی کوشش کریں۔ اپنے بچوں کے ذہنوں میں، اُنکے دلوں میں یہ چیز گاڑ دو کہ ہر چیز کو قربان کرکے بھی دینِ اسلام سیکھنے، انوارِ قرآن حاصل کرنے کی طرف توجہ دو۔ نہ پہلوں نے دُنیا کمانے سے آپ کو روکا نہ مَیں روکتا ہوں۔ دُنیا کمائیں دین کی مضبوطی کے لئے، دُنیا کے عیش کے لئے نہیں۔ اور دُنیا کماتے ہوئے بھی اتنا دین سیکھ لیں کہ جب اللہ تعالیٰ اور اس کے بندے کی آواز آپ کے کان میں پہنچے کہ اعلائے کلمۂ اسلام کے لئے اور دینِ اسلام کو دُنیا میں قائم کرنے کے لئے اور ان اقوام کو جو اسلام کی طرف جُھک رہی ہیں اور رجوع کر رہی ہیں اُن کو اسلام کی تعلیم سکھانے کے لئے آدمی چاہئیں تو آپ میں سے ہر ایک اس قابل ہو کہ انہیں اسلام سکھا سکے۔ اور اس بات کا عزم اپنے دل میں رکھتا ہو کہ وہ دُنیا کے ہر کام کو چھوڑ دے گا اور اسلام کے سکھانے کے لئے جہاں ضرورت ہو گی چلا جائے گا۔ تو یہ تڑپ ہے جو میرے دل میں ہے، یہ پریشانی ہے جو لاحق ہے جو بعض دفعہ میری نیند کو بھی حرام کر دیتی ہے۔ مَیں ہمیشہ دعائیں کرتا رہتا ہوں آپ کے لئے بھی اور اپنے لئے بھی اور ساری دُنیا کے لئے بھی۔ اور مَیں اپنے رب سے کہتا ہوں کہ اے میرے پیارے رب! تُو نے آج تک ہمیشہ پیار کی نگاہ مجھ پر رکھی ہے آئندہ بھی ہمیشہ پیار ہی کی نگاہ رکھنا اور مجھے یہ توفیق دینا کہ جماعت کی رہبری اور قیادت کے لئے جو ذمہ داری مجھ پر عائد ہوتی ہے وہ مَیں اچھی طرح نبھا سکوں تاکہ یہ تیری پیاری جماعت اور میری پیاری جماعت تیرے سامنے شرمندہ نہ ہو۔ خدا کرے کہ ایسا ہی ہو"۔ (الفضل ۲۸ اخاء سنہ ۱۳۴۶ ہش)

احرارِ یورپ اور وفاتِ مسیح ناصری علیہ السلام

"آ رہا ہے اس طرف احرارِ یورپ کا مزاج
نبض پھر چلنے لگی مُردوں کی ناگہ زندہ وار"

(محترم محمد شفیع صاحب نجیب آبادی)

سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے تذکرۃ الشہادتین میں تحریر فرمایا تھا کہ :۔

"یاد رکھو کوئی آسمان سے نہیں اُترے گا۔ ہمارے سب مخالف جو اب زندہ موجود ہیں وہ تمام مریں گے اور کوئی اُن میں سے عیسیٰ بن مریم کو آسمان سے اُترتے نہیں دیکھے گا۔ اور پھر اُن کی اولاد جو باقی رہے گی وہ بھی مرے گی اور ان میں سے بھی کوئی آدمی عیسیٰ بن مریم کو آسمان سے اُترتے نہیں دیکھے گا اور پھر اولاد کی اولاد مرے گی اور وہ بھی مریم کے بیٹے کو آسمان سے اُترتے نہیں دیکھے گی۔ تب خدا اُن کے دلوں میں گھبراہٹ ڈالے گا کہ زمانہ صلیب کے غلبہ کا بھی گزر گیا اور دُنیا دوسرے رنگ میں آ گئی مگر مریم کا بیٹا عیسیٰ اب تک آسمان سے نہ اُترا۔ تب سب دانشمند ایک دفعہ اس عقیدے سے بیزار ہو جائیں گے اور ابھی تیسری صدی آج کے دن سے پوری نہیں ہو گی کہ عیسیٰ کا انتظار کرنے والے کیا مسلمان اور کیا عیسائی سخت نا امید اور بدظن ہو کر اس جھوٹے عقیدے کو چھوڑ دیں گے۔"

ابھی ایک صدی بھی پوری نہیں ہوئی کہ اللہ تعالیٰ کے مامور و مرسل حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا یہ فرمان نیرِ اعظم کی طرح رُوئے زمین پر چمکنے لگا ہے۔ وہ اخبار نویس جو اس سے قبل ایسی خبریں شائع کرنا تو درکنار سُننا بھی گوارا نہ فرماتے تھے آج موٹی سرخیوں کے ساتھ از خود اپنے اخباروں میں شائع فرما رہے ہیں۔ یہ اللہ تعالیٰ کا ان کے دلوں اور دماغوں اور قلموں پر خاص تصرف ہے اور اب اس سے

کوئی طاقت دُنیا کو روک نہیں سکتی۔

میرے سامنے روزنامہ جنگ کراچی کا ۲۴ جون ۱۹۶۹ء کا پرچہ ہے جس کے صفحہ ۴ پر حسب ذیل خبر نمایاں طور پر شائع ہوئی ہے:۔

حضرت مسیح کے مفروضہ کفن پر
عیسائیوں کے دو طبقوں کے درمیان تنازعہ

"روم ۱۲ جون (اے پ پ، رائٹر) اطالوی کلیسا کے ذریعوں نے بتایا ہے کہ سائنسدانوں کا ایک کمیشن قائم کیا جائے گا جو اس مقدس کفن کا جائزہ لے گا جو مبیّنہ طور پر حضرت عیسیٰؑ کو صلیب پر چڑھائے جانے کے بعد پہنایا گیا تھا۔ کمیشن مکمل تحقیق اور مطالعہ کے بعد اس سوال کا تفصیلی جواب دے گا کہ کیا واقعی یہ حضرت عیسیٰ کا کفن ہے۔ اس کا شمار حضرت مسیح کے اہم ترین تبرکات میں کیا جاتا ہے اور اسے ٹیورن کے لاٹ پادری نے تالے میں بند رکھا ہے۔ کفن پر خون کے جو دھبے پائے جاتے ہیں ماہرین ان کی سائنسی جانچ کرنے کے بعد یہ معلوم کرنے کی کوشش کریں گے کہ کیا یہ وہی کفن ہے جو حضرت عیسیٰ کی وفات کے وقت یا وفات کے بعد ان کے جسم سے لپیٹا گیا تھا۔ اٹلی کے سابق حکمرانوں نے پندرھویں صدی میں یہ کفن حاصل کیا تھا۔ ادھر زیورچ کی ایک تنظیم نے جو فاؤنڈیشن آف ہولی شراؤڈ کے نام سے مشہور ہے، کہا ہے کہ رومن کیتھولک کلیسا کفن کو تباہ کر دینا چاہتا ہے تاکہ یہ ثابت کرنے کی کوشش نہ کی جا سکے کہ یہ کفن اصلی نہیں ہے۔ اُس نے کیتھولک عیسائیوں کے اس عقیدے کو غلط قرار دیا ہے کہ حضرت مسیح کی وفات اُس وقت ہوئی تھی جب انہیں کفن پہنایا گیا تھا۔ زیورچ کی تنظیم نے دعویٰ کیا ہے کہ حضرت مسیح کا خون بہہ رہا تھا اور صلیب سے اُتارے جانے کے بعد اُنکی وفات ہوئی تھی۔"

دوسری خبر روزنامہ جنگ کراچی ۲۵ جون صفحہ ۵ پر یہ شائع ہوئی ہے کہ:۔

حضرت عیسیٰ کے بارے میں روسی دانشوروں کی نئی دریافت

"ماسکو ۲۳ جون (اے۔ پ پ۔ رائٹر)۔ ایک روسی دانشور کو یہ کہنے پر سخت ڈانٹ پڑی

ہے کہ حضرت عیسیٰ اور ان کے حواری ایک دوسرے سیارے کے خلانورد تھے اور سیارہ بیت اللحم (ایک پودہ جس کے پھول ستارہ کی شکل کے ہوتے ہیں) انکا خلائی جہاز تھا۔ مسٹر ڈی زٹیف نے یہ اختلافی خیالات ۱۹۶۷ء اور ۱۹۶۸ء میں کئی مضامین اور لیکچروں میں پیش کئے تھے جن پر کئی دوسرے رسائل نے اور گزشتہ ہفتہ اخبار ازویستا نے نکتہ چینی کی۔

الیگزینڈر نوگوف نے مسٹر زٹیف پر الزام لگایا کہ وہ مغرب کے عیسائی دہریوں کی ہم نوائی کر رہے ہیں جو "مسیحی ڈھونگ" سے کچھ حاصل کرنے کے لئے اس قسم کے نظریات پیش کرتے تھے۔ زٹیف نے اپنے مضمونوں میں یہ نظریہ پیش کیا تھا کہ حضرت مسیح کائنات سے آئے تھے اور وہ ایک دوسرے سیارہ کی اعلیٰ تہذیب کے نمائندے تھے اسی لئے زمینوں پر رہنے والے ان کے گرویدہ ہو گئے تھے۔ جب حضرت مسیح نے یہ بات کہی تھی کہ عالم قدس میں میری حکومت ہے تو اس سے اُن کا مطلب یہ تھا کہ ان کی حکومت بیرونی خلاؤں میں ہے۔ روسی دانشور نے یہ بھی خیال ظاہر کیا کہ حضرت عیسیٰ کو اس وجہ سے ہلاک نہیں کیا گیا کہ وہ خدا کا بیٹا ہونیکا دعویٰ کرتے تھے بلکہ انہیں ہلاک کرنے کی وجہ ان کی کائناتی تعلیم تھی۔ وہ زمین پر جو تہذیبی مشن لے کر آئے تھے وہ ناکام ہو گئے۔ مسٹر روگوف نے روسی دانشور پر نکتہ چینی کرتے ہوئے کہا کہ مغرب میں عیسائی دہریے اب یہ کہہ رہے ہیں کہ حضرت عیسیٰ خدا کے بیٹے نہیں تھے اور ان کی وفات طبعی تھی۔ ساتھ ہی وہ یہ کہتے ہیں کہ انہوں نے اس دنیا میں جو کچھ کیا اس کی وجہ سے ان کی پرستش کی جائے۔

سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بعثت کے وقت حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے متعلق مختلف نظریے پائے جاتے تھے۔

یہودی کہتے تھے کہ انہوں نے مسیح کو صلیب پر چڑھا کر مار ڈالا۔ اور چونکہ جس کو صلیب دی جائے اور وہ صلیب پر فوت ہو جائے وہ لعنتی ہوتا ہے اس لئے نعوذ باللہ حضرت مسیح کا خدا تعالیٰ سے کوئی تعلق نہ تھا۔

عیسائی کہتے تھے کہ حضرت مسیح کو یہودیوں نے صلیب پر چڑھا کر مار ڈالا مگر اس کے بعد وہ تین دن قبر میں رہنے کے بعد زندہ ہو کر آسمان پر چلے گئے اور ہمارے گناہوں کا کفارہ ہو گئے۔

مسلمان کہتے تھے کہ حضرت مسیحؑ کی بجائے ان کے ہم شکل کسی دوسرے آدمی کو صلیب پر چڑھا دیا گیا اور حضرت مسیحؑ آسمان پر اُٹھا لئے گئے اس لئے صلیبی موت سے نہیں مرے۔

سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے مبعوث ہو کر ان جملہ عقائد کو ردّ کرتے ہوئے مسیحیت پر ایک زبردست حملہ کیا کہ جس کی تاب نہ لا کر اُن کا عقیدہ بیخ و بُن سے اُکھڑ کر رہ گیا۔

مسیحی مذہب پر آپؑ نے یہ وار کیا کہ "اس کی تمام کامیابی اس یقین پر تھی کہ حضرت مسیحؑ صلیب پر مر کر لوگوں کے لئے کفارہ ہو گئے اور پھر زندہ ہو کر آسمان پر خدا کے دہنے ہاتھ جا بیٹھے۔ ایک طرف ان کی موت جسے "لوگوں کے لئے" ظاہر کیا جاتا تھا لوگوں کے دلوں میں اُن کی محبت کی لہر چلا دیتی تھی اور دوسری طرف اُن کی زندگی اور آسمان پر خدا تعالیٰ کے داہنے ہاتھ جا بیٹھنا ان کی عظمت اور خدائی کا اقرار کروا لیتا تھا۔ آپؑ نے ان دونوں باتوں کو انجیل ہی سے غلط ثابت کر کے دکھایا۔ اور تاریخ سے ثابت کر دیا کہ مسیحؑ کا صلیب پر مرنا ناممکن تھا کیونکہ صلیب پر لوگ تین تین دن تک زندہ رہتے تھے اور مسیحؑ کو بقول اناجیل ۳-۴ گھنٹے صلیب پر رکھا گیا۔ بلکہ انجیل میں ہے کہ جب اُن کو صلیب سے اُتارا گیا تو اُن کے جسم میں نیزہ چھونے سے جسم سے زندہ خون نکلا (یوحنا باب ۱۹: آیت ۳۴-۳۵) اور مُردے کے جسم سے زندہ خون نہیں نکلا کرتا۔ بلکہ اس سے بھی بڑھ کر یہ ثابت کیا کہ حضرت مسیحؑ نے پیشگوئی کی تھی جو اب تک اناجیل میں موجود ہے کہ آپ زندہ صلیب پر سے اُتر آئیں گے۔ آپ نے فرمایا تھا کہ اس زمانے کے لوگوں کو یونسؑ نبی کا سا معجزہ دکھایا جائے گا جس طرح وہ تین دن رات مچھلی کے پیٹ میں رہا تھا اسی طرح ابن آدم تین دن رات قبر میں رہیگا (متی باب ۱۲: آیت ۳۹-۴۰) اور یہ بات متفقہ طور پر تسلیم کی جاتی ہے کہ یونسؑ نبی زندہ ہی مچھلی کے پیٹ میں داخل ہوا اور زندہ ہی اس میں سے باہر آیا۔ پس اسی طرح مسیح علیہ السلام بھی زندہ ہی قبر میں اُتارے گئے اور زندہ ہی اس میں سے نکالے گئے۔ چونکہ تمام دلائل کی بنیاد اناجیل پر ہی تھی اس حربہ کا جواب مسیحی کچھ نہ دے سکتے تھے اور نہ اب دے سکتے ہیں۔ پس کفارہ اور مسیحؑ کے دوسروں کی خاطر صلیب پر مارے جانے کا عقیدہ جو مسیحیت کی طرف لوگوں کو کھینچ کر لا رہے تھے بالکل باطل ہو گئے اور اس کی ایک ٹانگ ٹوٹ گئی۔" (دعوۃ الامیر صفحہ ۱۱۲ و صفحہ ۱۱۳)

"دوسری ٹانگ مسیحیت کے بُت کی حضرت مسیحؑ کے زندہ آسمان پر جانے اور خدا کے داہنے ہاتھ بیٹھ جانے کی تھی یہ ٹانگ بھی آپؑ نے انجیلی دلائل سے ہی توڑ دی۔ کیونکہ آپؑ نے انجیل سے ہی ثابت کر دکھایا کہ مسیح علیہ السلام صلیب کے واقعہ کے بعد آسمان پر نہیں گئے بلکہ ایران، افغانستان

اور ہندوستان کی طرف چلے گئے۔ جیسا کہ لکھا ہے کہ مسیح علیہ السلام نے کہا کہ میں بنی اسرائیل کی گمشدہ بھیڑوں کو اکٹھا کرنے آیا ہوں (میری اور بھی بھیڑیں ہیں جو اس بھیڑ خانے کی نہیں مجھے ان کا بھی لانا ضروری ہے) یوحنا ۱۰/۱۶ اور تواریخ سے ثابت ہے کہ بابل کے بادشاہ بخت النصر نے بنی اسرائیل کے بارہ قبیلوں میں سے دس کو قید کر کے افغانستان کی طرف جلا وطن کر دیا تھا۔ پس حضرت مسیحؑ کے اپنے قول کے مطابق ان کا افغانستان اور کشمیر کی طرف آنا ضروری تھا تاکہ وہ ان گمشدہ بھیڑوں کو خدا کا کلام پہنچا دیں۔ اگر وہ اِدھر نہ آتے تو اپنے اقرار کے مطابق ان کی بعثت لغو اور عبث ہو جاتی۔" (دعوۃ الامیر صفحہ ۱۱۳)

"غرض مسیحؑ کی زندگی کے حالات ان کی موت تک ثابت کر کے اور ان کی قبر تک کا نشان نکال کر حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے مسیحؑ کی خدائی پر ایسا زبردست حملہ کیا ہے کہ مسیحؑ کی خدائی کا عقیدہ ہمیشہ کے لئے ایک مُردہ عقیدہ بن گیا ہے اور اب کبھی بھی مسیحیت دوبارہ سر نہیں اٹھا سکتی۔
(دعوۃ الامیر صفحہ ۱۱۴)

سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام اپنی مشہور تصنیف "مسیح ہندوستان میں" میں فرماتے ہیں کہ:-

"پس اس جگہ ہم بجز اس کے کچھ نہیں کہہ سکتے کہ یہ خدا کا ارادہ تھا کہ وہ چمکتا ہوا حربہ اور وہ حقیقت نما برہان کہ جو صلیبی اعتقاد کا خاتمہ کرے اس کی نسبت ابتداء سے یہی مقدر تھا کہ مسیح موعود کے ذریعہ سے دنیا میں ظاہر ہو کیونکہ خدا کے پاک نبی نے یہ پیشگوئی کی تھی کہ صلیبی مذہب نہ گھٹے گا اور نہ اس کی ترقی میں فتور آئے گا جب تک کہ مسیح موعود دنیا میں ظاہر نہ ہو اور وہی ہے جو کسرِ صلیب اس کے ہاتھ پر ہوگی۔ اس پیشگوئی میں یہی اشارہ تھا کہ مسیح موعود کے وقت میں خدا کے ارادے سے ایسے اسباب پیدا ہو جائیں گے جن کے ذریعہ سے صلیبی واقعہ کی اصل حقیقت کھل جائے گی۔ تب انجام ہوگا اور اس عقیدے کی عمر پوری ہو جائے گی۔ لیکن نہ کسی جنگ اور لڑائی سے بلکہ محض آسمانی اسباب سے جو علمی اور استدلالی رنگ میں دنیا میں ظاہر ہوں گے۔ یہی مفہوم اس حدیث کا ہے جو صحیح بخاری اور دوسری کتابوں میں درج ہے۔ پس ضرور تھا کہ آسمان ان امور اور ان قطعی اور یقینی ثبوتوں کو ظاہر نہ کرتا جب تک مسیح موعود دنیا میں نہ آتا۔ اور ایسا ہی ہوا اور اب سے جو وہ موعود ظاہر ہوا

ہر ایک کی آنکھ کھُلے گی اور غور کرنے والے غور کریں گے کیونکہ خدا کا مسیح آگیا۔ اب ضرور ہے کہ دماغوں میں روشنی اور دلوں میں توجہ اور قلموں میں زور اور کمروں میں ہمت پیدا ہو۔ اب ہر ایک سعید کو فہم عطا کیا جائے گا اور ہر ایک رشید کو عقل دی جائے گی کیونکہ جو چیز آسمان میں چمکتی ہے وہ ضرور زمین کو منور کرتی ہے۔ مبارک وہ جو اس روشنی سے حصہ لے اور کیا ہی سعادت مند وہ شخص ہے جو اس نور میں سے کچھ پاوے۔" (مسیح ہندوستان میں صفحہ ۶۲-۶۳)

اللہ تعالیٰ کا خاص فضل اور احسان ہے کہ مسیح کے پرستار آج خود حضرت مسیح علیہ السلام کی طبعی وفات کے قائل ہو رہے ہیں جس سے سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی یہ پیشگوئی بڑی شان کے ساتھ پوری ہو رہی ہے کہ ؎

آ رہا ہے اس طرف احرارِ یورپ کا مزاج
نبض پھر چلنے لگی مُردوں کی ناگہ زندہ وار

واٰخر دعوٰنا ان الحمد للہ ربّ العٰلمین ؁

رُوحانی زندگی

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:۔

"اپنی خواہشات اور ارادوں اور آرزوؤں کو فنا کر کے خدا کے بن جاویں۔ خدا تعالیٰ فرماتا ہے کہ تم گمراہ ہو پر جسے مَیں ہدایت دوں۔ تم سب اندھے ہو مگر وہ جس کو مَیں نُور بخشوں۔ تم سب مُردے ہو مگر وہی زندہ ہے جس کو مَیں رُوحانی زندگی کا شربت پلاؤں۔" (ملفوظات جلد دہم صفحہ ۱۳۶)

نسیم سیفی

اذنِ سخن

شبِ سیاہ کے سینے میں ہے سحر کی ضیاء
ہر ایک شے کی حقیقت سمجھ فریب نہ کھا
نگاہِ شوق کو ٹکرا حدودِ امکاں سے
وفورِ جذبۂ دل کو رہے نہ کوئی گلہ
عجیب بات کہ منزل سے آگے منزل ہے
یہ انتہائے سفر بھی ہے اک معمّہ سا
مری خموش نداؤں کا کچھ جواب تو دے
ترا سکوت کبھی اتنا بے صدا تو نہ تھا
قدم قدم پہ جلائے ہیں آرزو کے چراغ
نظر نظر سے سجائی ہے مَیں نے راہِ وفا
ملا ہے میرے تکلّم کو جب سے اذنِ سخن
ہر ایک خلوت و جلوت میں مَیں نے کچھ تو کہا
نہ کر صعوبتِ راہِ وفا کا ذکر نہ کر
نسیم تیرا ہر اِک ہم سفر ہے آبلہ پا

"شقّ القمر"

کفر و شرک کی تباہی اور اسلام کی فتح کا نشان

(مکرم اخوند فیاض احمد صاحب۔ لاہور)

قرآنِ مجید میں سورۃ القمر میں اسلام کے غلبہ اور کفار کی طاقت کے پاش پاش ہونے کے متعلق پیشگوئی ہے۔ فرمایا :-

اِقْتَرَبَتِ السَّاعَةُ وَانْشَقَّ الْقَمَرُ ؕ (ع ۱) (ترجمہ) (عرب کی) تباہی کی گھڑی آگئی ہے اور چاند پھٹ گیا ہے۔

(مختصر تفسیر) "عربوں کے نزدیک چاند عرب حکومت کا نشان تھا۔ چنانچہ یہود بھی یہی یقین رکھتے تھے۔ ... پس چاند پھٹنے اور عرب کی تباہی آجانے کے ایک معنے یہ ہیں کہ ساعۃ یعنی عرب کی تباہی کی ساعت آگئی ہے اور چاند یعنی عرب کی حکومت کا عروج پاش پاش ہو گیا ہے۔"

("تفسیر صغیر" از حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہٗ)

پس کلامِ الٰہی کے استعارہ اور اسلامی تاریخ کی رُو سے "شقّ القمر" کا نشان کفار اور مشرکین کی تباہی اور اسلام کی فتح اور ترقی کا نشان ہے۔

سورۃ الکہف میں جہاں آخری زمانہ میں دجّالی اقوام کے عروج اور مسلمانوں کے زوال کا نقشہ دو باغوں والے کی تمثیل کی صورت میں بیان ہوا ہے وہاں دجّالی اقوام کے مثالی کردار کے بارہ میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے :-

وَمَآ اَظُنُّ السَّاعَةَ قَآئِمَةً ۔ یعنی وہ کہے گا کہ "مَیں نہیں سمجھتا کہ وہ (موعود

تباہی کی) گھڑی کبھی آنے والی ہے۔"

یعنی دجالی اقوام کو اپنی دولت اور قوت پر اتنا گھمنڈ ہو گا کہ وہ سمجھیں گی کہ ان پر کبھی تباہی نہیں آئے گی۔ اور دُنیا میں جو بھی انقلاب آئیں گے ان کے اقتدار کو بڑھانے کا موجب ہی بنیں گے۔

اگرچہ سورۃ الکہف میں بھی یاجوج وماجوج یا دجالی اقوام کے عروج وغلبہ کی پیشگوئی کے ساتھ ہی اُن کی تباہی اور اسلام کے از سرِ نو احیاء کی پیشگوئی موجود ہے۔ لیکن یہ عاجز سمجھتا ہے کہ یاجوج وماجوج کے اِس زعم کے جواب میں کہ اب اُن پر :-

اَلسَّاعَةُ یعنی "موعودہ تباہی کی گھڑی"

نہیں آئے گی' سورۃ القمر آئندہ پیشگوئی کے طور پر بھی چودہ سو سال سے شہادت دے رہی ہے :-

اِقْتَرَبَتِ السَّاعَةُ وَانْشَقَّ الْقَمَرُ ۝

کہ آخری زمانہ میں بھی جب یاجوج وماجوج اسلام کے مدِّمقابل ہوں گے تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی دعاؤں اور قوتِ قدسیہ کے نتیجہ میں اِن کافر ومشرک اقوام پر السّاعۃ ضرور نازل ہو گی اور اسلام کی نشأۃِ ثانیہ یا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بروز کے دَور میں بھی

شقّ القمر

اس موعودہ تباہی کی گھڑی کے قُرب کا نشان ہو گا۔

عاجز کے اِس استدلال کی تائید سورۃ النّجم سے ہوتی ہے جو سورۃ القمر سے پہلی سورۃ ہے کیونکہ سُورۃ النجم میں مسیح موعودؑ کے بارہ میں پیشگوئی ہے۔ فرمایا :-

وَالنَّجْمِ اِذَا هَوٰى ۝ مَا ضَلَّ صَاحِبُكُمْ وَمَا غَوٰى ۝ وَمَا يَنْطِقُ عَنِ الْهَوٰى ۝ (ع)

(ترجمہ) "مَیں ثریا ستارہ کو جب وہ معنوی طور پر نیچے آجائے گا اس امر کی شہادت کے لئے پیش کرتا ہوں کہ تمہارا ساتھی نہ رستہ بھولا ہے نہ گمراہ ہُوا ہے۔ اور وہ اپنی خواہشِ نفسانی سے کلام نہیں کرتا۔"

(مختصر تفسیر) "یہ اِس پیشگوئی کی طرف اشارہ ہے جو رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان الفاظ میں فرمائی ہے کہ لو کان الایمان معلقاً بالثریا لنالہٗ رجل من فارس۔ یعنی اگر ایمان اُڑ کر ثریا پر بھی چلا جائے گا تو بھی اسے ایک فارسی شخص وہاں سے واپس لے آئے گا... یعنی جب وہ شخص ظاہر ہو گا تو ہر ایک پر کھُل جائے گا کہ محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی تعلیم کامل تھی۔ نہ وہ راستہ بھُولے تھے نہ گمراہ تھے اور نہ خواہشاتِ نفسانی کے تابع تھے۔" ("تفسیر صغیر")

پس سورۃ النجم جس میں مسیح موعودؑ کی بعثت کی پیشگوئی ہے کے بعد سورۃ القمر میں کفار و مشرکین کی موعود تباہی کے لئے "شق القمر" کا نشان آئندہ پیشگوئی کے رنگ میں بھی بیان ہوا ہے۔ یعنی "شق القمر" کے نشان کا دُنیا میں دوبارہ ظہور مسیح موعودؑ کے زمانہ میں مقدّر تھا۔ وھو المراد۔

چنانچہ ۱۲ر وفا ۱۳۴۸ ہش مطابق ۲۱ر جولائی ۱۹۶۹ء وہ تاریخی دن ہے جب کرۂ ارض سے دو انسان دو لاکھ چالیس ہزار میل کا فاصلہ فلک (خلا) میں طے کرنے کے بعد چاند کی سطح پر اُترے۔ اُنھوں نے ٹیلیویژن کے ذریعہ وہاں کی تصویریں زمین پر بھیجیں۔ اہلِ زمین سے ریڈیائی آلات کے ذریعہ بات چیت کی اور چاند کی فلمیں اتار کر اور چاند کی مٹی کے نمونے لے کر زمین کی طرف واپس لوٹے۔

رُوئے زمین پر یہ خبر نہ صرف مشہور ہوئی بلکہ کروڑوں انسانوں نے ٹیلیویژن پر اپنی آنکھوں سے چاند پر بشر کے پہنچنے کے نظاروں کو دیکھا اور اب دُنیا کے کونے کونے میں اس عظیم تاریخی واقعہ اور محیّر العقول سائنسی کمال کے بارہ میں کتابیں چھپنی شروع ہوگئی ہیں اور نمائشیں منعقد کی جارہی ہیں۔ چنانچہ مشہور عالم خبر رساں ایجنسی "رائٹر" نے رُوس کے دار الخلافہ ماسکو کے بارہ میں ماسکو ریڈیو کے حوالہ سے اطلاع دی ہے کہ وہاں چاند پر جانے والے خلائی جہاز "اپالو ۱۱" کے متعلق ایک نمائش منعقد کی گئی ہے جس میں امریکی خلابازوں نیل آرمسٹرانگ، ایڈوِن آلڈرن اور مائیکل کولنز کی تصویریں مع روس کے اوّلین خلاباز یوری گاگرین کی تصویر اور بہت سے نقشے اور کتب رکھے گئے ہیں۔ اس نمائش کا عنوان ہے:-

"Exploration and opening up of moon"

(پاکستان ٹائمز (لاہور) ۲۷ر جولائی ۱۹۶۹ء صٓ۱۱ کالم ۶)

یعنی ماسکو کی نمائش کا عنوان قرآنِ مجید کی آئندہ پیشگوئی "شق القمر" کا لفظی ترجمہ ہے۔ سُبْحٰنَ اللّٰهِ وَبِحَمْدِهٖ سُبْحٰنَ اللّٰهِ الْعَظِيْمِ اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّاٰلِ مُحَمَّدٍ۔

اہلِ بصیرت کے لئے اِن واقعات میں کتنے بڑے سبق موجود ہیں جبکہ بقول ماسکو ریڈیو اور "رائٹر"

"چاند کے کُھل جانے"

سے ذرا پیشتر حضرت مسیح موعود علیہ الصّلوٰۃ والسّلام کے خلیفہ ثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے دیارِ مغرب میں کھڑے ہوکر اہلِ یورپ کو جلد آنے والی "موعودہ تباہی" سے خبردار کیا اور ساتھ ہی اسلام کے دوبارہ غلبہ کے بارہ میں از سرِ نو پیشگوئی فرمائی۔ حضور مغربی اقوام کو آنے والی تیسری عالمگیر جنگ کے تباہ کُن اثرات سے متنبہ کرتے ہوئے فرماتے ہیں:-

"حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ایک تیسری عالمگیر جنگ کی بھی خبر دی ہے جو پہلی دونوں

جنگوں سے زیادہ تباہ کُن ہوگی۔۔۔۔ آسمان سے موت اور تباہی کی بارش ہوگی اور خوفناک شعلے زمین کو اپنی لپیٹ میں لے لیں گے۔ نئی تہذیب کا قصرِ عظیم زمین پر آ رہیگا"۔

نیز فرمایا:۔

" تیسری عالمگیر تباہی کی انتہاء اسلام کے عالمگیر غلبہ اور اقتدار کی ابتداء ہوگی اور اس کے بعد بڑی سرعت کے ساتھ اسلام ساری دُنیا میں پھیلنا شروع ہوگا اور لوگ بڑی تعداد میں اسلام قبول کر لیں گے اور یہ جان لیں گے کہ صرف اسلام ہی ایک سچا مذہب ہے۔ اور یہ کہ انسان کی نجات صرف محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پیغام کے ذریعہ حاصل ہو سکتی ہے"۔ (بحوالہ ماہنامہ "تحریک جدید" جنوری ۱۹۶۸ء)

رَبَّنَآ اِنَّنَا سَمِعْنَا مُنَادِيًا يُّنَادِيْ لِلْاِيْمَانِ اَنْ اٰمِنُوْا بِرَبِّكُمْ فَاٰمَنَّا رَبَّنَا فَاغْفِرْ لَنَا ذُنُوْبَنَا وَكَفِّرْ عَنَّا سَيِّاٰتِنَا وَتَوَفَّنَا مَعَ الْاَبْرَارِ ۝ رَبَّنَا وَاٰتِنَا مَا وَعَدْتَّنَا عَلٰى رُسُلِكَ وَلَا تُخْزِنَا يَوْمَ الْقِيٰمَةِ اِنَّكَ لَا تُخْلِفُ الْمِيْعَادَ ۝

رجوع اِلی اللہ

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:۔

" اصل بات یہ ہے کہ انسان جب گناہ کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ سے دُور ہو جاتا ہے اور خدا تعالیٰ اس سے بعید ہوتا ہے لیکن جب انسان رجوع کرتا ہے یعنی اپنے گناہوں سے نادم ہو کر پھر خدا تعالیٰ کی طرف جُھکتا ہے تو اس کریم رحیم خدا کا رحم کرم جوش میں آتا ہے اور وہ اپنے بندہ کی طرف توجہ کرتا ہے اور رجوع کرتا ہے اس لئے اس کا نام توّاب ہے۔ پس انسان کو چاہیئے کہ اپنے رب کی طرف رجوع کرے تاکہ وہ اس کی طرف بہ رجوع برحمت کرے"۔ (ملفوظات جلد ہفتم صفحہ ۱۸۴)

گلستانِ احمد علیہ السّلام کے چند خوش رنگ پھول

اور

ان کی دل آویز مہک

(مکرم جناب خالد سیف اللہ خان صاحب بی۔ایس سی (انجنیئرنگ) لائلپور)

(قسط دوم)

اللہ تعالیٰ ملفوظات حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی ترتیب، تدوین، تالیف اور اشاعت کرنیوالوں کو اجرِ بے حساب سے نوازے کہ انہوں نے ایک عظیم الشان رُوحانی مائدہ بھوکی اور پیاسی رُوحوں کی ضیافتِ طبع کے لئے ان کے گھروں تک پہنچانے کا اہتمام کیا۔ یہ کتب حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی زیارت اور حضورؑ کی مجلس میں شمولیت کی حسرت اور جذبۂ محرومی کی تسکین کا سامان بہم پہنچاتی ہیں۔ قاری اپنی چشمِ تصور سے آقا کو اپنے خدام کے حلقہ میں معلّم کو اپنے شاگردوں کی جماعت میں، باپ کو اپنی اولاد کے درمیان اور چاند کو ستاروں کے جُھرمٹ میں جلوہ فگن دیکھتا ہے۔ محبّت اور شوق کے عالم میں پَون صدی کے فاصلے سمٹتے ہوئے معلوم ہوتے ہیں اور قاری خود اپنے آپ کو بھی اِس مبارک مجلس میں کہیں نجوتیوں کے پاس بیٹھا ہوا محسوس کرتا ہے۔ آیئے آج ہم اِس مجلس کی کچھ اَور رُوح پرور باتیں سُنیں۔

۲۲۔ زبان:- زبان وجود کی ڈیوڑھی ہے۔ زبان کو پاک کرنے سے گویا خدا تعالیٰ وجود کی ڈیوڑھی میں آجاتا ہے۔ پھر اندر آنے میں کیا تعجب۔ (ملفوظات جلد ۳ صفحہ ۲۲۵)

۲۳۔ جسم کے تمام سوراخوں کی حفاظت کرو:- قرآن مجید فرماتا ہے قُلْ لِّلْمُؤْمِنِيْنَ يَغُضُّوا مِنْ اَبْصَارِهِمْ وَيَحْفَظُوا فُرُوْجَهُمْ یعنی مومنوں کو کہہ دے کہ کسی کے ستر کو آنکھ پھاڑ کر نہ دیکھیں اور باقی تمام فروج کی بھی حفاظت کریں یعنی انسان پر لازم ہے کہ چشم خوابیدہ ہو تاکہ کسی

غیر محرم عورت کو دیکھ کر فتنہ میں نہ پڑے۔ کان بھی فروج میں داخل ہیں جو قصص اور فحش باتیں سُنکر فتنہ میں پڑجاتے ہیں۔ اِس لئے عام طور پر فرمایا کہ تمام موریوں (سوراخوں) کو محفوظ رکھو اور فضولیات سے بالکل بند رکھو ذٰلِکَ اَزْکٰی لَھُمْ یہ مومنوں کے لئے بہت ہی بہتر ہے اور یہ طریقِ تعلیم ایسی اعلیٰ درجہ کی پاکیزگی اپنے اندر رکھتا ہے کہ جس کے ہوتے ہوئے بدکاروں میں نہ ہوگے۔

(ملفوظات جلد اوّل صفحہ ۵۳)

۲۴۔ اطمینانِ قلب حاصل کرنے کا ذریعہ:۔ قرآن سے یہی معلوم ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کا ذکر قلوب کو اطمینان عطا کرتا ہے جیسا کہ فرمایا اَلَا بِذِکْرِ اللّٰہِ تَطْمَئِنُّ الْقُلُوْبُ۔ پس جہاں تک ممکن ہو ذکرِ الٰہی کرتا رہے۔ ہاں اس کے واسطے صبر اور محنت درکار ہے۔ اگر گھبرا جاتا اور تھک جاتا ہے تو پھر یہ اطمینان نصیب نہیں ہوسکتا۔ (ملفوظات جلد ۷ صفحہ ۳۱۱)

۲۵۔ خاتمہ بالخیر چاہیئے:۔ یہی بڑی بات ہے کہ خاتمہ بالخیر ہو۔ کسی نے نوح علیہ السلام سے دریافت کیا تھا کہ آپ تو قریب ایک ہزار سال کے دُنیا میں رہ کے آئے ہیں بتلائیے کیا کچھ دیکھا۔ نوحؑ نے جواب دیا کہ یہ حال معلوم ہوا ہے جیسے ایک دروازے سے آئے اور دوسرے سے چلے گئے۔ تو عمر کا کیا ہے لمبی ہوئی تو کیا تھوڑی ہوئی تو کیا۔ خاتمہ بالخیر چاہیئے۔ (ملفوظات جلد ۴ صفحہ ۱۷)

۲۶۔ تقویٰ کے معنے:۔ تقویٰ کے معنے ہیں بدی کی باریک راہوں سے پرہیز کرنا مگر یاد رکھو نیکی اتنی نہیں ہے کہ ایک شخص کہے میں نیک ہوں اس لئے کہ میں نے کسی کا مال نہیں لیا، نقب زنی نہیں کی، چوری نہیں کرتا، بدنظری اور زنا نہیں کرتا۔ ایسی نیکی عارف کے نزدیک ہنسی کے قابل ہے کیونکہ اگر وہ ان بدیوں کا ارتکاب کرے اور چوری یا ڈاکہ زنی کرے تو وہ سزا پائے گا۔ پس یہ کوئی نیکی نہیں جو عارف کی نگاہ میں قابلِ قدر ہو بلکہ اصلی اور حقیقی نیکی یہ ہے کہ نوعِ انسان کی خدمت کرے اور اللہ تعالیٰ کی راہ میں کامل صدق اور وفاداری دکھلائے اور اسکی راہ میں جان تک دے دینے کو تیار ہو۔ اسی لئے فرمایا ہے اِنَّ اللّٰہَ مَعَ الَّذِیْنَ اتَّقَوْا وَّالَّذِیْنَ ھُمْ مُّحْسِنُوْنَ یعنی اللہ تعالیٰ ان کے ساتھ ہے جو بدی سے پرہیز کرتے ہیں اور ساتھ ہی نیکیاں بھی کرتے ہیں۔

(ملفوظات جلد ۶ صفحہ ۲۴۴)

۲۷۔ درازئ عمر کا ایک زرّیں اصول :- قرآن شریف نے ایک اصول بتایا ہے وَ اَمَّا مَا یَنْفَعُ النَّاسَ فَیَمْکُثُ فِی الْاَرْضِ ۔یعنی جو نفع رساں وجود ہوتے ہیں ان کی عمر دراز ہوتی ہے اللہ تعالیٰ نے ان لوگوں کو درازئ عمر کا وعدہ فرمایا ہے جو دوسرے لوگوں کے لئے مفید ہیں... ... انسان کا فرض ہے کہ دوسروں کو نفع پہنچائے۔ اور اس کی صورت یہ ہے ان کو خدا کی محبت پیدا کرنے اور اس کی توحید پر قائم ہونے کی ہدایت کرے جیسا کہ وَ تَوَاصَوْا بِالْحَقِّ سے پایا جاتا ہے۔ (ملفوظات جلد ۳ صـ۲۹۴)

۲۸۔ ہر فعل کے ساتھ نوافل ہوتے ہیں :- لوگوں نے نوافل صرف نماز ہی کے نوافل سمجھے ہوئے ہیں۔ یہ بات نہیں ہے۔ ہر فعل کے ساتھ نوافل ہوتے ہیں۔ (ملفوظات جلد ۲ صـ۱۹۹)

۲۹۔ ریا سے بچو :- خوش قسمت ہے وہ انسان جو ریا سے بچے اور جو کام کرے خدا تعالیٰ کے لئے کرے۔ (ملفوظات جلد ۸ صـ۳۹۰)

انسان کو اپنے اعمال پر نازاں ہونا چاہیئے۔ اعمال حبط بھی ہو جایا کرتے ہیں۔ (البلاغ المبین)

۳۰۔ مجاہدات اور تزکیۂ نفس :- مقبولِ الٰہی بننے کے لئے ضروری ہے کہ انسان اپنے نفس پر ہزاروں موتیں وارد کرے۔ بغیر مجاہدہ کے ولی بننے کی خواہش رکھنے والے ہمیشہ محروم رہتے ہیں) ... ہمارے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے بڑھ کر کون ہو گا۔ وہ افضل البشر افضل الرسل والانبیاء تھے جب انہوں نے ہی پھونک سے وہ کام نہیں کئے تو اَور کون ہے جو ایسا کر سکے دیکھو آپؐ نے غارِ حرا میں کیسے کیسے ریاضات کئے۔ خدا جانے کتنی مدّت تک تضرّعات اور گریہ وزاری کیا کئے۔ تزکیہ کے لئے کیسی کیسی جانفشانیاں اور سخت سے سخت محنتیں کیا کئے جب جا کر کہیں خدا تعالیٰ کی طرف سے فیضان نازل ہوا۔ اصل بات یہی ہے کہ انسان خدا کی راہ میں جب تک اپنے اوپر ایک موت اور حالت فنا وارد نہ کرلے تب تک اُدھر سے کوئی پروا نہیں کی جاتی البتہ جب خدا دیکھتا ہے کہ انسان نے اپنی طرف سے کمال کوشش کی ہے اور میرے پانے کے واسطے اپنے اوپر موت وارد کرلی ہے تو پھر وہ انسان پر خود ظاہر ہوتا ہے اور اس کو نوازتا

اور قدرت نمائی سے نوازتا ہے۔ (ملفوظات جلد ۱۰ صفحہ ۲۰۵ - ۲۰۶)

۳۱۔ روزے اور تزکیۂ نفس :- (روزے تزکیۂ نفس اور تنویرِ قلب کا ایک اہم ذریعہ ہیں) انسان کو واجب ہے کہ اپنے نفس پر آپ شفقت نہ کرے بلکہ ایسا بنے کہ خدا تعالیٰ اس کے نفس پر شفقت کرے کیونکہ انسان کی اپنے نفس پر شفقت اس کے لئے جہنّم ہے اور خدا کی شفقت جنّت۔ (الحکم ۱۲۔ دسمبر ۱۹۰۲ء)

۳۲۔ ابتلاء کے وقت حضرت اقدسؑ کا حال :- ابتلاء کے وقت ہمیں اندیشہ اپنی جماعت کے بعض ضعیف دلوں کا ہوتا ہے۔ میرا تو یہ حال ہے کہ اگر مجھے صاف آواز آوے کہ تُو مخذول ہے اور تیری کوئی مُراد ہم پوری نہ کریں گے تو مجھے خدا تعالیٰ کی قسم ہے کہ اُس عشق اور محبّتِ الٰہی اور خدمتِ دین میں کوئی کمی واقع نہ ہو گی اس لئے کہ مَیں تو اُسے دیکھ چکا ہوں۔ (ملفوظات جلد اوّل صفحہ ۴۵۷)

۳۳۔ اِس زمانہ کی بڑی عبادت :- ایک مسلمان کے لئے ضروری ہے کہ اِس زمانہ کے درمیان جو فتنہ اسلام پر پڑا ہے اس کے دُور کرنے میں کچھ حصّہ لے۔ بڑی عبادت یہی ہے کہ اِس فتنہ کے دُور کرنے میں ہر مسلمان کچھ نہ کچھ حصّہ لے۔ (ملفوظات جلد اوّل صفحہ ۳۹۴)

۳۴۔ صُحبتِ صالحین اور تزکیۂ نفس :- ایمان لانے اور عظمتِ الٰہی کے دل میں ہونے کی اوّل نشانی یہ ہے کہ دُنیا داروں پر رشک نہ کرے اور خدا کے منقطعین کی زیارت کرے کیونکہ ان کی زیارت سے مصائب دُور ہوتے ہیں اور رحمت کے قریب تر ہوتے ہیں۔ (ملفوظات جلد ۴ صفحہ ۳۴۱)

تزکیۂ نفس کے لئے صُحبتِ صالحین اور نیکوں سے تعلق پیدا کرنا بہت مفید ہے۔ (ملفوظات جلد اوّل صفحہ ۴۶۳)

۳۵۔ دعا :- دعا ایک ذریعۂ مغفرت ہے۔ دعا نہ کرنے سے اوّل دل پر زنگ چڑھتا ہے پھر قساوت پیدا ہوتی ہے۔ پھر خدا سے اجنبیّت پھر عداوت۔ آخر نتیجہ سلبِ ایمان ہوتا ہے۔

۳۶۔ نماز میں دُعائیہ فقرات کا تکرار :- تعدیل ارکان اور اطمینان سے نماز کو ادا کرنا نماز کی شرط ہے جس قدر رکوع سجود آہستگی سے کیا جائے وہی بہتر ہے۔ اسی طرح پر پڑھنے سے نماز میں

لذت شروع ہو جاتی ہے۔ سو یہ بات بہت اچھی اور نہایت بہتر ہے کہ رکوع، سجود بلکہ تمام ارکانِ نماز میں تعدیل و اطمینان اور آہستگی کی رعایت رکھی جاوے۔ اگر نمازِ تہجد میں تکرار سے یہ دعا کرو اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ۔ اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ۔ تو یہ طریق نہایت اقرب دل پر نورانی اثر ڈالنے کے لئے ہے۔ (سیرتِ ظفر صفحہ ۴۰)

۳۷۔ **دُعا کے لئے حُجرہ کی تعمیر**:۔ بعد نماز جمعہ مورخہ ۱۳؍ مارچ ۱۹۰۳ء کو حضرت اقدسؑ نے تجویز فرمایا کہ چونکہ بیت الفکر میں اکثر مستورات وغیرہ اور بچے بھی آجاتے ہیں اور دعا کا موقع کم ملتا ہے اِس لئے ایک ایسا حجرہ اس کے ساتھ تعمیر کیا جاوے جس میں صرف ایک آدمی کے نشست کی گنجائش ہو اور چارپائی بھی نہ بچھ سکے تاکہ اس میں کوئی اَور نہ آسکے۔ اس طرح سے مجھے دعا کے لئے عمدہ وقت اور موقع مل سکے گا۔ (ملفوظات جلد ۵ صفحہ ۲۰۵)

۳۸۔ **دُعاؤں کے زمانہ کی درازی**:۔ دعاؤں کے سلسلہ کا لمبا ہونا قبولیّت کی دلیل ہے کیونکہ کریم سائل کو دیر تک بٹھا کر کبھی محروم نہیں کرتا بلکہ بخیل سے بخیل بھی ایسا نہیں کرتا وہ بھی سائل کو اگر زیادہ دیر تک دروازہ پر بٹھائے تو آخر اس کو کچھ نہ کچھ دے ہی دیتا ہے .... غرض دعاؤں کے سلسلہ کے دراز ہونے سے کبھی نہیں گھبرانا چاہیئے۔ (ملفوظات جلد ۳ صفحہ ۲۰۶)

۳۹۔ **لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ کہنے کی تاکید**:۔ یہ جو رات دن مسلمانوں کو کلمہ طیّبہ کے کہنے کے واسطے تحریص اور تاکید ہے اس کی وجہ یہی ہے کہ بغیر اس کے کوئی شجاعت پیدا نہیں ہو سکتی۔ جب آدمی لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ کہتا ہے تو تمام انسانوں اور چیزوں اور حاکموں اور افسروں اور دشمنوں اور دوستوں کی قوّت اور طاقت ہیچ ہو کر انسان صرف اللہ تعالیٰ کو دیکھتا ہے اور اس کے سوائے سب اس کی نظروں میں ہیچ ہو جاتے ہیں (لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰه میں اِلٰهُ سے مراد صوفیاء کے نزدیک محبوب، مقصود، معبود ہے)۔ (ملفوظات جلد اوّل صفحہ ۳۹۱)

۴۰۔ **توحید کی حقیقت**:۔ شرک سے یہ مراد نہیں ہے کہ ہندوؤں کی طرح پتھروں کے بتوں یا اَور مخلوقات کو سجدہ کیا بلکہ جو شخص ماسوی اللہ کی طرف مائل ہے اور اس پر بھروسہ کرتا ہے حتیٰ کہ دل

ہیں جو منصوبے اور چالاکیاں رکھتا ہے ان پر بھروسہ کرتا ہے تو وہ بھی شرک ہے۔ حضرت جنید رحمۃ اللہ علیہ کا حال بیان کرتے ہیں کہ ایک شخص نے ان کو خواب میں دیکھا اور پوچھا کہ بتلاؤ اللہ تعالیٰ سے معاملہ کیسے ہوا تو انہوں نے بتلایا کہ اللہ تعالیٰ نے مجھ سے سوال کیا کہ کیا عمل لایا ہے۔ میں نے کہا اور عمل تو کوئی نہیں ہے صرف یہ ہے کہ میں نے عمر بھر شرک نہیں کیا۔ تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ کیا تو نے یوم اللبن میں بھی شرک نہ کیا تھا کہ دودھ پی کر کہا کہ اس سے پیٹ میں درد ہوئی ہے۔ گویا دودھ کو خدا سمجھ لیا تھا اور خدا پر سے جو حقیقی فاعل ہے نظر اٹھ گئی تھی۔

(ملفوظات جلد ۶ صہ ۱۷۳)

۴۱۔ شیطان لاحول سے بھاگتا ہے:۔ یہ تو تم جانتے ہی ہو کہ شیطان لاحول سے بھاگتا ہے مگر وہ ایسا سادہ لوح نہیں کہ صرف زبانی طور پر لاحول کہنے سے بھاگ جائے گا اس طرح تو خواہ سَو دفعہ لاحول پڑھا جائے وہ نہیں بھاگے گا۔ بلکہ اصل بات یہ ہے کہ جس کے ذرّہ ذرّہ میں لاحول سرایت کر جاتا ہے اور جو ہر وقت خدا تعالیٰ سے ہی مدد اور استعانت طلب کرتے رہتے ہیں اور اس سے ہی فیض حاصل کرتے رہتے ہیں وہ شیطان سے بچائے جاتے ہیں۔ اور وہی لوگ ہوتے ہیں جو فلاح پانے والے ہوتے ہیں۔ (ملفوظات جلد ۱ صہ ۶۱)

۴۲۔ استغفار کثرت سے کرو:۔ "استغفار کثرت سے کرو"۔ توبہ اور استغفار اللہ تعالیٰ کے رحم کے جاذب ہیں"۔ "استغفار سے بڑھ کر کوئی تعویذ و حرز اور کوئی احتیاط و دوا نہیں"۔ "استغفار عذابِ الٰہی اور مصائبِ شدیدہ کے لئے سپر کا کام دیتا ہے"۔ (ملفوظات جلد اوّل صفحہ ۲۰۷، ۲۶۵، ۲۹۸، ۳۰۵)

۴۳۔ ذکرِ الٰہی کے ترک اور اس سے غفلت کا نام کفر ہے:۔ (خدا تعالیٰ کی یاد میں دل کو ہر وقت لگا رہنا چاہیئے۔ قرآنِ شریف میں ہے اُذْكُرُونِي أَذْكُرْكُمْ وَاشْكُرُوا لِي وَلَا تَكْفُرُونِ۔ یعنی اے میرے بندو تم مجھے یاد کیا کرو اور میری یاد میں مصروف رہا کرو میں بھی تم کو نہ بھولوں گا تمہارا خیال رکھوں گا۔ میرا شکر کیا کرو اور میرے انعامات کی قدر کیا کرو اور کفر نہ کیا کرو۔ اس آیت سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ ذکرِ الٰہی کے ترک اور اس سے غفلت کا نام کفر ہے

پس جو دم غافل وہ دم کافر والی بات صاف ہے۔ یہ پانچ وقت تو خدا تعالیٰ نے بطور نمونہ کے مقرر فرمائے ہیں ورنہ خدا کی یاد میں تو ہر وقت دل کو لگا رہنا چاہیئے اور کبھی کسی وقت بھی غافل نہ ہونا چاہیئے۔ اُٹھتے بیٹھتے۔ چلتے پھرتے ہر وقت اُسی کی یاد میں غرق ہونا بھی ایک ایسی صفت ہے کہ انسان اُس سے انسان کہلانے کا مستحق ہو سکتا ہے اور خدا تعالیٰ پر کسی طرح کی امید اور بھروسہ کرنے کا حق رکھ سکتا ہے۔ (ملفوظات جلد ۵ صہ ۲۵۴)

ملفوظات حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے حسین اور وسیع باغ سے صرف چند پھول ہی پیش کئے جا سکے ہیں۔ پھول اور بھی چُنے جا سکتے تھے قصور اپنی تنگ دامنی کا ہے۔ اِن چند پھولوں کی مہک سے ہی گلستان کی بہار کا اندازہ ہو سکتا ہے۔ اے خدا ہم کو توفیق دے کہ تُونے جو دُودھ آسمان سے اُتارا ہے ہم اس کو محفوظ رکھنے والے ہوں۔ آمین ؛

تقویٰ ہی اکرام کا باعث ہے

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں :-

”پس یاد رکھو جو خدا تعالیٰ سے ڈرتا ہے خدا تعالیٰ اُس کو مشکلات سے رہائی دیتا ہے اور انعام واکرام بھی کرتا ہے۔ اور متّقی خدا کے ولی ہو جاتے ہیں۔ تقویٰ ہی اکرام کا باعث ہے“

(ملفوظات جلد چہارم صہ ۳۶۲)

کھانے کے آداب کے بارے میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا

اسوۂ حسنہ اور مبارک ارشادات

(مکرم مولانا غلام احمد صاحب فرخ مربی سلسلہ احمدیہ حیدرآباد)

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا قرآن کریم کے احکام پر پورا پورا عمل تھا۔ کھانے کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں اصولی رنگ میں حسب ذیل احکام بیان فرمائے ہیں۔ چنانچہ فرمایا:-

یَاَیُّھَا النَّاسُ کُلُوْا مِمَّا فِی الْاَرْضِ حَلٰلًا طَیِّبًا۔ (بقرہ)

یعنی اے لوگو! تم جو کچھ زمین میں ہے اس میں سے جو حلال اور طیب ہے اُسے کھاؤ۔

پھر فرمایا:-

یَاَیُّھَا الرُّسُلُ کُلُوْا مِنَ الطَّیِّبٰتِ وَاعْمَلُوْا صَالِحًا ۔

یعنی اے رسولو! تم طیب چیزیں کھاؤ اور صالح اعمال بجالاؤ۔

نیز فرمایا:-

کُلُوْا مِنَ الطَّیِّبٰتِ مَا رَزَقْنٰکُمْ

یعنی ہم نے جو رزق تم کو دیا ہے اس میں سے طیب چیزیں کھاؤ۔

ان آیات میں اللہ تعالیٰ نے غذا کے لئے دو شرطیں بیان فرمائی ہیں۔ اوّل یہ کہ وہ حلال ہونی چاہیئے۔ دوم یہ کہ وہ طیب ہونی چاہیئے۔ ان احکام کی روشنی میں جب ہم آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سوانح زندگی اور حیاتِ طیبہ پر نگاہ ڈالتے ہیں تو ان احکام کے عین مطابق پاتے ہیں۔

۱۔ آپؐ کے سامنے طیبات میں سے جو چیز بھی پیش کی جاتی آپؐ اسے تناول فرمالیتے تھے۔

۲۔ آپؐ کسی کھانے میں عیب جوئی نہیں فرماتے تھے۔ اگر پسند ہوتا تو تناول فرماتے ورنہ چھوڑ دیتے۔

۳۔ ایک موقعہ پر آپؐ کے سامنے دسترخوان پر گوہ (سوسمار) پیش کی گئی تو آپؐ نے نہیں کھائی۔ مگر

آپؐ نے اسے حرام بھی قرار نہیں دیا بلکہ آپؐ کے سامنے آپؐ کے دستر خوان پر اُسے دوسروں نے کھایا۔

۴۔ آپؐ کی عادت تھی کہ آپؐ ہمیشہ دائیں جانب کا خیال رکھتے تھے۔ کھانا کھاتے تو دائیں ہاتھ سے، پانی پیتے تو دائیں ہاتھ سے۔ غرض کہ ہر کام میں دائیں جانب کو پسند فرماتے تھے۔ چنانچہ آپؐ نے ارشاد فرمایا ہے:۔

اذا اکل احدکم فلیأکل بیمینہ ویشرب بیمینہ فان الشیطان یأکل بشمالہ ویشرب بشمالہ (موطا امام مالک صفحہ ۳۶۱)

یعنی جب تم میں سے کوئی کھانا کھائے تو دائیں ہاتھ سے کھائے اور جب پانی پیئے تو دائیں ہاتھ سے پیئے۔ کیونکہ شیطان بائیں ہاتھ سے کھاتا اور بائیں ہاتھ سے پیتا ہے۔

۵۔ آپؐ کو دائیں جانب کا اتنا خیال تھا کہ مجلس میں کوئی چیز بانٹنی چاہتے تو دائیں جانب سے شروع کرتے۔ چنانچہ حضرت انسؓ بن مالک فرماتے ہیں:۔

"میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے ایک بکری کا جو گھر میں رہتی تھی دودھ دوہا اور اس کے دودھ میں اُس کنوئیں سے پانی ملایا جو میرے گھر میں تھا۔ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو وہ پیالہ دیا گیا۔ اُس وقت آپؐ کے بائیں جانب حضرت ابوبکرؓ اور دائیں جانب ایک اعرابی تھا۔ آپؐ نے اس میں سے کچھ پیا پھر پیالہ منہ سے ہٹایا تو حضرت عمرؓ نے اس خوف سے کہ کہیں اس اعرابی کو جو آپؐ کے دائیں جانب بیٹھا تھا نہ دے دیں عرض کیا یا رسول اللہ! (صلی اللہ علیہ وسلم) ابوبکرؓ آپ کے پاس بیٹھے ہیں انہیں دے دیجئے۔ لیکن آپؐ نے اس اعرابی کو جو آپؐ کے دائیں جانب بیٹھا تھا وہ پیالہ دیا اور فرمایا کہ دایاں دایاں ہی ہے" (بخاری جلد اوّل کتاب المساقاۃ)

اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ آپؐ دائیں جانب کا کتنا خیال رکھتے تھے۔

حضورؐ کی غذائیں

۶۔ محدّثین کرام نے اُن غذاؤں کی بھی تفصیل بیان فرمائی ہے جو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے

تناول فرمائیں۔ چنانچہ امام ابن قیم نے اپنی کتاب "زاد المعاد فی ھدی خیر العباد" میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے کھانوں کے سلسلہ میں مندرجہ ذیل اشیاء تحریر فرمائی ہیں:-

"آپؐ نے حلوی اور شہد کھایا اور یہ دونوں چیزیں آپؐ کو پسند تھیں۔ آپؐ نے اونٹ دنبہ۔ مرغی۔ سرخاب۔ جنگلی گدھا اور خرگوش کا گوشت کھایا۔ مچھلی بھی کھائی۔ بھنا ہوا گوشت تناول فرمایا۔ کھجور کا تازہ پھل بھی اور خشک کھجور بھی آپؐ نے کھائی۔ خالص دودھ بھی پیا اور پانی ملا دودھ بھی۔ ستو بھی پیئے اور پانی ملا شہد بھی۔ کھجور کا شربت بھی پیا۔ "خزیرہ" بھی آپ نے کھایا جو دودھ اور میدہ ملا کر بنایا جاتا تھا۔ ککڑی کھجور کے تازہ پھل کے ساتھ آپ نے کھائی۔ پنیر بھی کھایا۔ کھجور کے ساتھ بھی روٹی کھائی اور سرکہ کے ساتھ بھی۔

"ثرید" بھی آپ نے کھایا جو شوربہ میں روٹی بھگو دینے سے بنتا ہے۔ آپؐ نے چربی کے ساتھ بھی روٹی کھائی۔ بھنی ہوئی کلیجی بھی کھائی۔ خشک کیا ہوا گوشت بھی کھایا کدّو کا سالن بھی کھایا۔ یہ آپ کو بہت مرغوب تھا۔ ثرید کے ساتھ گھی ملا کر کھایا۔ ابالی ہوئی سبزی بھی کھائی۔ دہی بھی کھایا۔ زیتون کے تیل کے ساتھ روٹی کھائی۔ تازہ کھجور کے ساتھ تربوز کھایا۔ خشک کھجور کے ساتھ مکھن لگا کر کھایا اور یہ آپ کو بہت پسند تھا۔" (زاد المعاد فی ھدی خیر العباد جلد اوّل)

۷۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کسی بھی طیّب چیز کو ردّ نہیں فرماتے تھے اور نہ تکلّف کر کے کسی خاص چیز کی خواہش کرتے تھے بلکہ عادت مبارک یہ تھی کہ جو بھی میسّر آیا کھا لیا۔ اگر کھانے کو نہ ملتا تو صبر کرتے یہاں تک کہ بھوک کی شدّت کے باعث پیٹ پر پتّھر باندھے۔

۸۔ بعض دفعہ تین ماہ گزر جاتے اور آپؐ کے گھر میں کھانا پکانے کے لئے آگ نہ جلتی بلکہ سادہ زندگی کی وجہ سے کھجور اور پانی پر ہی کفایت کر لیتے۔

۹۔ عام طور پر آپؐ کا معمول یہ تھا کہ زمین پر دستر خوان بچھا کر کھانا کھاتے۔ یہی آپؐ کا مائدہ ہوتا تھا۔

۱۰۔ حضورؐ تین انگلیوں سے کھانا تناول فرماتے اور کھانے کے بعد ان کو صاف کر لیتے۔

۱۱۔ آپؐ ٹیک لگا کر کھانا نہیں کھاتے تھے۔ کیونکہ اس میں تکبّر کا رنگ مترشح ہوتا ہے۔

۱۲۔ حضورؐ بسم اللہ پڑھ کر کھانا شروع کرتے اور کھانا کھا کر اللہ تعالیٰ کی حمد کرتے اور یہ دعا پڑھتے:-

کھانے کے بعد کی دُعا

الحمد للہ حمدا کثیرا طیّبًا مبارکا فیہ غیر مکفی و لا مودّع و لا مستغنی عنہ ربنا۔ (بخاری جلد اوّل کتاب الاطعمہ)

یعنی ہر قسم کی تعریفیں اللہ تعالیٰ کے لئے ہیں۔ بہت بہت تعریفیں اور پاک اور جامع تعریفیں غیر مکفی ایسی تعریف نہیں جس کے بعد انسان سمجھے کہ بس مَیں کافی تعریف کر چکا بلکہ یہ سمجھے کہ مَیں نے تعریف کرنے کا حق ادا نہیں کیا۔ ولا مودّع اور وہ ایسی تعریف ہو جو کبھی چھوڑی نہ جائے۔ ولا مستغنی عنہ اور میرے دل میں کبھی یہ خیال نہ گزرے کہ خدا تعالیٰ کا کوئی ایسا کام بھی ہے جس کی تعریف کی ضرورت نہیں یا جو تعریف کا مستحق نہیں۔

دوسری دُعا

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے کھانے کے بعد یہ دعا بھی ثابت ہے:۔

الحمد للہ الّذی یطعم ولا یطعم منّ علینا فھدانا و اطعمنا و اسقانا و کل بلاء حسن ابلانا۔ الحمد للہ الّذی اطعم من الطعام و سقی من الشراب وکسی من العری وھدی من الضلالۃ وبصر من العمی وفضل علیٰ کثیر ممّن خلق تفضیلا۔ الحمد للہ ربّ العالمین۔

(زاد المعاد جلد اوّل)

یعنی سب تعریفیں اللہ تعالیٰ کے لئے ہیں جو کھلاتا ہے مگر خود اس کو کھانے کی کوئی حاجت نہیں۔ اسی نے ہم پر یہ احسان کیا کہ ہمیں ہدایت دی اور ہمیں کھانا کھلایا اور پانی پلایا۔ اور ہر حسین نعمت ہمیں عطا کی۔ سب تعریفیں اللہ تعالیٰ کے لئے ہیں جس نے ہمیں کھانا کھلایا۔ پانی پلایا۔ ننگ ڈھانکنے کے لئے کپڑا پہنایا۔ گمراہی سے بچا کر ہدایت عطا کی۔ دیدۂ کور کو بینائی بخشی اور اپنی بہت سی مخلوق پر ہمیں فضیلت عطا کی۔ پس سب تعریفیں اللہ کے لئے ہیں جو ربّ العٰلمین ہے۔

۱۳۔ آپ تمام طیّب اشیاء کھاتے تھے لیکن اِس بات کا خیال رکھتے تھے کہ وہ صدقہ نہ ہوں چنانچہ

حضرت ابو ہریرہؓ فرماتے ہیں کہ:۔

" جب کوئی چیز آپ کو دیتا تو آپؐ پوچھتے اگر ہدیہ ہوتا تو خود بھی استعمال فرماتے ورنہ آس پاس کے غرباء کو دیدیتے "

۱۴۔ پانی پیتے وقت آپؐ کا معمول تھا کہ تین دفعہ بیچ میں سانس لیتے اور یک دم پانی نہ چڑھا جاتے۔

۱۵۔ آپؐ اپنے صحابہؓ کو ہمیشہ یہ نصیحت فرمایا کرتے تھے کہ پیٹ بھرنے سے پہلے کھانا چھوڑ دو۔ اور فرماتے تھے کہ ایک آدمی کا کھانا دو کے لئے اور دو کا تین کے لئے کافی ہونا چاہیئے۔

۱۶۔ آپؐ کھانا کھانے سے قبل ہاتھ دھوتے تھے اور کھانے کے بعد بھی ہاتھ دھوتے اور کُلّی کرتے تھے بلکہ ہر پکی ہوئی چیز کھانے کے بعد کُلّی کرتے تھے۔

۱۷۔ کھانے کے متعلق آپؐ اِس بات کا خاص طور پر خیال رکھتے تھے کہ کوئی بغیر بُلائے کسی دعوت کے موقع پر دوسرے کے گھر کھانا کھانے کے لئے نہ چلا جائے۔ ایک دفعہ ایک شخص نے آپؐ کی دعوت کی اور یہ بھی درخواست کی کہ آپؐ چار آدمی اپنے ساتھ اور بھی لیتے آئیں۔ جب آپؐ اس کے دروازے پر پہنچے تو آپؐ کو معلوم ہؤا کہ ایک پانچواں شخص بھی آپؐ کے ساتھ ہے جب گھر والا باہر نکلا تو آپؐ نے اس سے کہا کہ آپ نے ہمیں پانچ آدمیوں کو دعوت کے لئے بُلایا تھا آپ چاہیں تو اس کو بھی اجازت دیدیں اور چاہیں تو اس کو رخصت کر دیں۔ گھر والے نے کہا کہ نہیں مَیں ان کو بھی اجازت دیتا ہوں۔

۱۸۔ جب کبھی آپؐ کے گھر میں کوئی اچھی چیز پکتی تو آپؐ ہمیشہ اپنے گھر والوں کو نصیحت فرماتے تھے کہ اپنے ہمسایوں کا بھی خیال رکھو۔ اسی طرح اپنے ہمسایوں کے گھروں میں آپؐ اکثر ہدیہ بھجواتے رہتے تھے۔

۱۹۔ حضرت ابو ہریرہؓ فرماتے ہیں کہ:۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جَو کی روٹی بھی کبھی پیٹ بھر کر نہیں کھائی۔

۲۰۔ حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ:۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کبھی تین دن متواتر پیٹ بھر کر کھانا نہیں کھایا اور یہی حالت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات تک رہی۔

مختصر رپورٹ کارگزاری
مجلس انصار اللہ لائل پور شہر
یکم جنوری تا ۳۰ جون ۱۹۶۹ء

(محترم افتخار علی قریشی صاحب زعیم اعلیٰ انصار اللہ لائل پور شہر)

شعبہ عمومی

ماہ جنوری ۱۹۶۹ء میں مجلس کے زعیم اعلیٰ مکرم پیر عبد الرحمٰن صاحب تھے۔ چونکہ وہ ضلع کے ناظم بھی تھے اس لئے مرکز نے اُن کی سہولت کے پیشِ نظر یہ احکام بھجوائے کہ زعیم اعلیٰ شہر کا انتخاب از سرِ نو کیا جائے۔ چنانچہ ۳۱ جنوری ۱۹۶۹ء کو محترم امیر صاحب کی زیرِ صدارت یہ انتخاب عمل میں آیا۔ کثرت رائے سے خاکسار زعیم اعلیٰ منتخب ہوا جس کی مرکز نے منظوری عطا کر دی۔

سب سے پہلے مجلسِ عاملہ کی تشکیل کی گئی۔

اجلاس مجلسِ عاملہ:- ہفتہ کے روز بعد نماز عصر مجلسِ عاملہ کا اجلاس ہوتا ہے۔ عرصہ زیرِ رپورٹ میں عاملہ کے چوبیس اجلاس ہوئے۔ اِن اجلاسوں میں مجلس کی تعلیمی، تربیتی اور مختلف ترقیاتی تجاویز پر غور کیا گیا اور ان پر عمل کرایا گیا۔

اجلاس عام:- ہر ماہ کے دوسرے جمعہ کو بعد نماز جمعہ اجلاس عام منعقد کیا گیا۔ چنانچہ فروری تا جون کے عرصہ میں پانچ اجلاس منعقد ہوئے۔ ان میں اراکینِ انصار اللہ کی حاضری ۵۰ تا ۷۰ فیصد تک رہی۔

مندرجہ ذیل احباب نے اجلاس سے خطاب فرمایا:-

۱۔ مورخہ ۷ر فروری ۱۹۶۹ء کو مکرم شیخ محبوب عالم صاحب خالد اور مکرم صوفی بشارت الرحمٰن صاحب (قائدینِ مرکزیہ) نے مجلس کے آئندہ پروگرام کے بارہ میں بیش قیمت نصائح سے نوازا۔

۲ - مورخہ ۷ رمارچ ۱۹۶۹ء کو خاکسار (قریشی افتخار علی) نے تمام دیگر شعبہ جات سے متعلق خطاب کیا اور سالِ رواں کا لائحہ عمل پیش کیا۔

۳ - مورخہ ۱۱ - اپریل ۱۹۶۹ء کو محترم شیخ محمد احمد صاحب مظہر (امیر جماعت) نے خطاب فرمایا جس میں تعلیم القرآن اور مجلس کی دیگر تحریکات میں مسابقت کی رُوح پیدا کرنے کا ارشاد فرمایا۔

۴ - مورخہ ۹ رمئی ۱۹۶۹ء کو مکرم چوہدری غلام دستگیر صاحب (نائب امیر جماعت) نے تربیتِ اولاد کے بارہ میں اجلاسِ عام سے خطاب فرمایا۔

۵ - مورخہ ۱۳ - جون ۱۹۶۹ء کو مکرم قریشی سعید احمد صاحب (مربّی سلسلہ عالیہ احمدیہ) نے اراکینِ مجلس سے خطاب فرمایا جس میں آپ نے جماعت کی غرض و غایت اور اس کے احکام پر عمل کرنے کی تلقین فرمائی۔

• اِن سب اجلاسوں میں مجلس کی ماہانہ رپورٹ مکرم چودھری احمد دین صاحب منتظم عمومی پیش کرتے رہے اور ہر ماہ کی رپورٹ کارگزاری باقاعدگی سے وقتِ مقررہ پر بھجواتے رہے نیز مرکز سے آمدہ خطوط کا فوراً جواب دیتے رہے۔ اللہ تعالیٰ انہیں بیش از پیش خدمتِ دین کی توفیق عطا فرمائے اور بہترین جزا دے۔ آمین۔

• نگران حلقہ جات اور نائب زعماءِ کرام حلقہ جات کا دَورہ کرتے رہے اور ہر لحاظ سے مجلس کی مساعی کو بڑھاتے رہے۔ اکثر زعماء حلقہ جات کی کارکردگی اچھی رہی۔ جزاھم اللّٰہ احسن الجزاء۔

شعبہ تجنید

جنوری ۱۹۶۹ء میں اراکین کی تعداد ۹۲ تھی۔ اب اللہ تعالیٰ کے فضل سے اراکین کی تعداد ۱۶۰ تک جا پہنچی ہے۔ اس عرصہ میں تمام اراکینِ مجلس کے فارم تجنید بھی مکمل کئے گئے۔

شعبہ مال

جنوری ۱۹۶۹ء میں جو بجٹ بھیجا گیا تھا اس کی تفصیل یہ ہے :-

چندہ مجلس	=	۹۳۶٫۰۶ روپے
چندہ اجتماع	=	۸۸٫۰۰ ”
چندہ اشاعت	=	۸۸٫۰۰ ”

میزان = ۱۱۱۲،۰۶ روپے

ماہ فروری میں تجنید کے بڑھ جانے سے ۲۷،۴۸۴ روپے کا اضافہ کیا گیا اور سپلیمنٹری بجٹ ارسال کیا گیا۔ اس کے شامل ہو جانے کے بعد مجموعی بجٹ کی یہ پوزیشن بن جاتی ہے :۔

چندہ مجلس = ۱۲۴۸،۵۳ روپے

چندہ اجتماع = ۱۵۶،۰۰ "

چندہ اشاعت = ۱۵۶،۰۰ "

میزان = ۱۵۹۶،۵۳ "

اس کا ۱/۲ حصہ مرکز مبلغ ۴۲،۸۶۱۱ روپے مجلس نے سارے سال میں جمع کرانے تھے لیکن بالتوفیق اللہ یہ رقم ہم نے ایک سال کی بجائے چھ ماہ میں سو فیصدی داخل خزانہ کر دی ہے۔ فالحمد للہ۔

مزید برآں محترم صدر صاحب مجلس انصار اللہ کی خصوصی تحریک برائے عطیہ جات بحساب ۱۰۰/- روپیہ فی کس میں ہماری جماعت کے اس وقت تک سات افراد نے حصہ لیا ہے۔ بعض نے رقم ادا کر دی ہے مزید احباب کو شامل کرنے کی کوشش کی جا رہی ہے۔

شعبہ تعلیم

- سہ ماہی اوّل کے امتحان میں ۱۶۰ میں سے ۱۰۹ اراکین (یعنی ۷۰ فیصدی) نے شرکت کی جن میں معیار اوّل میں ۵۸ اور معیار دوم میں ۵۱ شامل ہوئے اور مجموعی طور پر ۱۰۷ کامیاب ہوئے۔
- سہ ماہی دوم میں ۱۰۱ اراکین نے شرکت کی۔ معیار اوّل میں ۵۰ اور معیار دوم میں ۵۱ شامل ہوئے۔
- تعلیم القرآن کے سلسلہ میں اراکین کا جائزہ لیا گیا تو پوزیشن یہ بنتی ہے :۔

۱۔ ناظرہ قرآن کریم بھی نہ جاننے والے = ۱۴

(ان میں سے پانچ کی تعلیم شروع کرا دی ہے باقی ۹ انصار کمزوریٔ بینائی اور ضعیفیٔ عمر کے باعث معذور ہیں)

۲۔ ناظرہ قرآن کریم جاننے والے یا سیکھنے والے = ۱۰۸

۳۔ باترجمہ قرآن جاننے یا سیکھنے والے = ۳۰

۴۔ باترجمہ جاننے والے اور تفسیر سیکھنے والے = ۸

میزان ۱۶۰ انصار

• حضور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے ارشاد کے مطابق انصار کے گھروں کا جائزہ لینے کے لئے ایک نمونہ فارم تیار کیا گیا اور حلقہ جات کے زعماء کے ذریعہ مکمل کرایا گیا ہے۔ اس کی مجموعی پوزیشن درج ذیل ہے۔ اس میں انصار، خدام، اطفال اور مستورات حتیٰ کہ لائل پور کی کل جماعت شامل ہے۔

	انصار و خدام	مستورات	ہر عمر کے اطفال	میزان
۱۔ ناظرہ نہ جاننے والے	۴۳	۳۰	۱۵۱	۲۲۴
۲۔ ناظرہ جاننے یا سیکھنے والے	۲۵۹	۲۲۵	۱۸۸	۶۷۲
۳۔ ترجمہ جاننے یا سیکھنے والے	۱۲۲	۷۵	۳۷	۲۳۴
۴۔ تفسیر سیکھنے والے	۶۱	۳۶	۱۰	۱۰۷
کل تعداد	۴۸۵	۳۶۶	۳۸۶	۱۲۳۷

• اس سلسلہ میں حلقہ جات پیپلز کالونی اور مسجد فضل میں تعلیم القرآن کا کام بطریق احسن ہو رہا ہے۔ اس کے علاوہ حلقہ جات سمن آباد، فیکٹری ایریا، جھال خانوآنہ، طارق آباد، کریم نگر، غلام محمد آباد میں بھی خاطر خواہ انتظام ہے۔ باقی حلقہ جات میں انتظام کیا جا رہا ہے۔

• حلقہ جات کے رجسٹر مکمل کرائے جا رہے ہیں اور ہر ماہ ہر شخص کی پراگرس (Progress) نوٹ کی جاتی رہے گی اور کوشش کی جائے گی کہ ڈیڑھ سال کے عرصہ میں ۱۵ سال کی عمر تک کے جملہ افراد ترجمہ قرآن کریم سیکھ جائیں اور ۷ سال کی عمر تک کے بچے ناظرہ سیکھ جائیں۔

شعبۂ تربیت

• تمام حلقہ جات میں نماز فجر، مغرب اور عشاء باجماعت ادا کی جاتی ہیں

• قریباً ۹۰ فیصد انصار باجماعت نماز ادا کرتے ہیں۔ نماز فجر کے بعد قرآن حکیم کا اور بعد نماز مغرب کتب حضرت مسیح موعودؑ اور ملفوظات کا درس ہوتا ہے۔

• صبح کے وقت اراکین معہ اپنے اہل و عیال باقاعدگی سے قرآن کریم کی تلاوت کرتے ہیں۔

• تربیت اولاد کا خاص خیال رکھا جاتا ہے۔ کیونکہ قوم کی مضبوطی کا دارومدار آئندہ نسل پر ہوتا ہے۔ اس وقت اطفال کی تعداد ۱۶۲ ہے۔ جن میں ۸۲ معیار صغیر اور ۷۹ معیار کبیر میں ہیں۔ ان میں ۱۰۵ نماز سادہ جانتے ہیں اور ۸۱ باترجمہ جانتے ہیں۔ ۵۷ قرآن کریم ناظرہ جانتے ہیں باقی اطفال کو سکھایا جا رہا ہے۔ ان میں ۷۶ درجہ پرائمری، ۶۷ درجہ مڈل اور ۱۹ میٹرک میں تعلیم پا رہے ہیں۔

ان کو قرآن کریم ناظرہ اور قرأت سکھانے کا انتظام ہے۔

● نیز عام دینی معلومات سکھائی جاتی ہیں۔ کتب "کامیابی کی راہیں" اور "ہماری تعلیم" پڑھائی جاتی ہیں۔ نیز علمی مقابلے کرائے جاتے ہیں اور انعامات دیئے جاتے ہیں۔

● مورخہ ۹ر مئی کو "یوم والدین" منایا گیا۔ بچوں کے تربیتی امور پر تقاریر ہوئیں۔

صحبتِ صالحین ۔ حضرت امیرالمومنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز سے مورخہ ۲۰ر اپریل کو مجلس عاملہ کے ۲۱ افراد اور دیگر ۱۰ اراکین نے شرف ملاقات حاصل کیا۔ حضور نے مجلس کے کوائف بغور مطالعہ فرمانے کے بعد بعض بیش قیمت نصائح اور ہدایات سے نوازا۔ اسکے بعد ممبرانِ عاملہ نے مرکزی قائدین سے ملاقات کی اور انہوں نے بھی مختصر طور پر کام کا جائزہ لیا اور اپنی نصائح سے نوازا۔

شعبہ اصلاح وارشاد

● دورانِ عرصہ ۴ نئی بیعتیں کروائی گئیں۔ ۸ انصار نے وقفِ عارضی میں حصہ لیا۔

● ۲۴۰ افراد کو پیغامِ حق پہنچایا گیا۔ اس کام پر ۳۴۲ گھنٹے صرف ہوئے۔

● ۱۲۷/۵۰ روپے کی کتب غیر از جماعت افراد میں تقسیم کی گئیں۔ ۴۵ کتب لائبریری سے جاری کی گئیں۔ ۴۶۰ کتب اور رسائل سے عام دوستوں نے استفادہ کیا۔ دورانِ عرصہ ۱۱۶ کتب و رسائل تقسیم کئے گئے۔

● مرکزی لائبریری کے علاوہ دو حلقہ جات میں بھی مقامی لائبریریاں قائم ہیں جن سے افراد جماعت کے علاوہ غیر از جماعت افراد بھی فائدہ اٹھاتے ہیں۔

شعبہ تحریک جدید

حضرت امیرالمومنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے سال کے شروع سے دفتر دوم کی ذمہ واری مجلس انصاراللہ پر ڈالی ہے اور آپ نے ارشاد فرمایا تھا کہ مجموعی وعدہ ساڑھے پانچ لاکھ سے بڑھ کر آٹھ لاکھ ہو جائے اور ہر دفتر کی فی کس شرح علی الترتیب -/۴۶ روپے، -/۳۰ روپیہ اور -/۲۰ روپے ہو جائے۔ اس سلسلہ میں ہماری رپورٹ درج ذیل ہے :۔

شروع میں ہمارے وعدہ جات تحریک جدید کی مقدار یہ تھی :۔

دفتر اوّل	دفتر دوم	دفتر سوم	میزان
۱۷۵۵/۷۵ روپے	۱۰۵۷۹/۱۹	۱۲۴۱/۱۵	۱۳۵۷۶/۹ روپے

حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کے ارشاد کے پیشِ نظر وعدہ جات میں اضافہ کی کوشش کی گئی۔ چنانچہ ۱۵۲۲/- روپے کے اضافہ جات ہوئے جن میں مبلغ ۱۱۱۱/- روپے کے اضافہ جات دفتر دوم میں ہوئے اور مبلغ ۴۲۰۰/- کے وعدہ جات دفتر سوم میں مجلس خدام الاحمدیہ نے لئے۔ اضافہ جات کے بعد مجموعی پوزیشن یہ ہو جاتی ہے:-

دفتر اوّل	۱۷۵۵/۷۵ روپے	۲۷/- روپے فی کس
دفتر دوم	۱۱۶۹۰/۱۹	۴۵/- روپے فی کس
دفتر سوم	۱۶۶۳/۱۵	
کل میزان	۱۵۱۰۹/۰۹ روپے	

ماہ جون تک مبلغ ۶۵۰۰/۲۲ روپے ہوئی ہے۔ آئندہ مہینوں میں کافی وصولی متوقع ہے۔

شعبۂ وقفِ جدید ۔ جو اس تحریک میں شامل ہیں اُنکے وعدہ جات کی پوزیشن یہ ہے:-

تعداد بالغان	۲۶۲	رقم وعدہ	۴۸۷۹/۶۶ روپے
تعداد اطفال	۳۸۳	رقم وعدہ	۱۴۲۱/۷۳ روپے
میزان	۶۴۵		۶۳۰۱/۳۹ روپے

ماہ جون تک وصولی مبلغ ۱۷۲۵/۹۳ روپے ہوئی۔ آئندہ وصولی کی طرف خاص توجہ دی جائے گی۔

شعبۂ اشاعت ۔ گزشتہ سال رسالہ "انصار اللہ" کے صرف ۲۵ خریدار تھے۔ مرکز نے ہماری مجلس کے ذمہ دورانِ سال ۲۰ نئے خریدار مہیا کرنے کی ڈیوٹی لگائی ہم نے خدا تعالیٰ کے فضل سے ۲۱ نئے خریدار مہیا کر دیئے۔ اب مجموعی تعداد خریداری ۴۶ ہو گئی ہے مزید کوشش جاری ہے۔

● مندرجہ ذیل مطبوعات مرکز سے منگوا کر دورانِ عرصہ تقسیم کیں:-

اقتباسات در ثمین فارسی ۹۰ عدد ——— میری بعثت کی غرض ۱۱ عدد ——— ہماری تعلیم ۱۳۵ عدد

غلبۂ اسلام کی پیشگوئی ۱۰۴ عدد ——— ضروری ہدایات برائے سال ۶۹ء ۲۰ عدد

لائحہ عمل مجلس انصار اللہ ۱۰ عدد ——— راہِ ہدیٰ ۱۵ عدد۔

● اس کے علاوہ دو امتحانات سہ ماہی اوّل و دوم کا کورس مع دعائیں سائیکلوسٹائلڈ کرا کر تقسیم کیا گیا نیز سہ ماہی اوّل کے پرچہ جات چونکہ کم تعداد میں آئے تھے اسلئے وہ بھی سائیکلوسٹائلڈ کرائے گئے۔

● مندرجہ ذیل مضمون برائے اشاعت رسالہ "انصار اللہ" کو بھجوایا گیا:-

"اقتصادی مشکلات کا حل اسلام کی رُو سے"۔ اسکی تین اقساط مارچ، اپریل اور مئی میں شائع ہوئیں۔

حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کے ارشاد کے پیش نظر وعدہ جات میں اضافہ کی کوشش کی گئی چنانچہ ۱۵۲۲/- روپے کے اضافہ جات ہوئے جن میں مبلغ ۱۱۱۱/- روپے کے اضافہ جات دفتر دوم میں ہوئے اور مبلغ ۲۰۰/-۴ کے وعدہ جات دفتر سوم میں مجلس خدام الاحمدیہ نے لئے ۔ اضافہ جات کے بعد مجموعی پوزیشن یہ ہو جاتی ہے :-

دفتر اول	۱۷۵۵/۷۵ روپے	۷۳/- روپے فی کس
دفتر دوم	۱۱۶۹۰/۱۹	۴۵/- روپے فی کس
دفتر سوم	۱۶۶۳/۱۵	
کل میزان	۱۵۱۰۹/۰۹ روپے	

ماہ جون تک مبلغ ۶۵۰۸/۲۳ روپے ہوئی ہے ۔ آئندہ مہینوں میں کافی وصولی متوقع ہے ۔

شعبہ وقف جدید ۔ جو اس تحریک میں شامل ہیں ان کے وعدہ جات کی پوزیشن یہ ہے :-

تعداد بالغان	۲۶۲	رقم وعدہ	۴۸۷۹/۶۶ روپے
تعداد اطفال	۳۸۳	رقم وعدہ	۱۴۲۱/۷۳ روپے
میزان	۶۴۵		۶۳۰۱/۳۹ روپے

ماہ جون تک وصولی مبلغ ۱۷۲۵/۹۳ روپے ہوئی ۔ آئندہ وصولی کی طرف خاص توجہ دی جائے گی ۔

شعبہ اشاعت ۔ گزشتہ سال رسالہ "انصار اللہ" کے صرف ۲۵ خریدار تھے ۔ مرکز نے ہماری مجلس کے ذمہ دوران سال ۲۰ نئے خریدار مہیا کرنے کی ڈیوٹی لگائی ہم نے خدا تعالیٰ کے فضل سے ۲۱ نئے خریدار مہیا کر دیئے ۔ اب مجموعی تعداد خریداری ۴۶ ہو گئی ہے مزید کوشش جاری ہے ۔

- مندرجہ ذیل مطبوعات مرکز سے منگوا کر دوران عرصہ تقسیم کیں :-

اقتباسات درثمین فارسی ۹۰ عدد ـــ میری بعثت کی غرض ۱۱ عدد ـــ ہماری تعلیم ۱۳۵ عدد
غلبہ اسلام کی پیشگوئی ۱۰۴ عدد ـــ ضروری ہدایات برائے سال ۱۹۶۹ء ۳۰ عدد
لائحہ عمل مجلس انصار اللہ ۱۰ عدد ـــ راہ ہدیٰ ۱۵ عدد ۔

- اس کے علاوہ دو امتحانات سہ ماہی اول و دوم کا کورس مع دعائیں سائیکلوسٹائلڈ کرا کر تقسیم کیا گیا نیز سہ ماہی اول کے پرچہ جات چونکہ کم تعداد میں آئے تھے اسلئے وہ بھی سائیکلوسٹائلڈ کرائے گئے ۔
- مندرجہ ذیل مضمون برائے اشاعت رسالہ "انصار اللہ" کو بھجوایا گیا :-

"اقتصادی مشکلات کا حل اسلام کی رو سے" اسکی تین اقساط مارچ اپریل اور مئی میں شائع ہوئیں ۔

شعبۂ ایثار :- ۲۱۱۰ مریضوں کے ناک، کان، آنکھ اور گلے میں مفت دوائی لگائی گئی ۔ ۲۹۹ مریضوں کا مفت علاج کیا گیا ۔ ۱۲۹ نادار مستحقین کی امداد کی گئی ۔ ۴۶ یتیموں اور ۲۶ بیواؤں کی امداد کی گئی ۔ ۲۲۷ مریضوں کی عیادت کی گئی ۔ ۱۰۴ مریضوں کو طبّی مشورہ دیا گیا ۔ ۲۵۵ کو بغیر فیس ٹیکے لگائے گئے ۔ ۲ مریضوں کو ہسپتال میں داخل کروایا گیا ۔ ۷/- روپے کی ادویات خرید کر کے فضل عمر ہسپتال بھجوائی گئیں ۔ ۱۷۰/- روپے سے نقد امداد کی گئی ۔ ۲۰۰ افراد کو ہیضہ کا ٹیکہ لگوایا گیا ۔ ۴۵ عدد ڈبیاں مچھروں سے محفوظ رہنے کی کریم تیار کروا کر مفت تقسیم کی گئیں ۔ ۹۳ طلباء کو کتب لیکر دیں نیز فیس نقد ادا کی ۔ ۶ بیکار نوجوانوں کو ملازمت دلائی گئی ۔ ۱۱۳ انصار نے مسجد کے وقار عمل میں حصّہ لیا ۔ ۱۹۴ افراد کو کھانا کھلایا گیا اور ۲۰ سیر آٹا تقسیم کیا گیا ۔ ۱۶۷ افراد کو چائے پیش کی گئی ۔ ۹ افراد کو رہائش کی سہولتیں بہم پہنچائی گئیں ۔ ۱۴۵ ثمر آور پودے لگائے گئے ۔

شعبہ ذہانت و صحتِ جسمانی :- ۱۔ صحت و صفائی پر مشتمل ایک ٹریکٹ سائیکلوسٹائل کرا کر تقسیم کیا گیا ۔

۲۔ مجلس مقامی نے ۲۹ مئی کو بمقام گٹ والا نہر پر پکنک منائی ۔ جس میں ۱۲۰ انصار نے شرکت کی ۔ اس کے علاوہ خدام و اطفال بھی شامل ہوئے ۔ مجموعی تعداد ۱۲۸ تھی ۔ مرکز سے مکرم قائد صاحب عمومی، قائد صاحب تحریک جدید اور نائب قائد صاحب صحتِ جسمانی نے تشریف لا کر شرکت کی ۔ پروگرام دو حصوں پر مشتمل تھا ۔ پہلا حصہ علمی اور دوسرا ورزشی ۔ علمی حصہ میں احادیث، روایات، حکایات، ظرافتِ لطیف اور نظمیں پڑھی گئیں جس میں ۱۱۹ افراد نے حصّہ لیا اور دو گھنٹے یہ پروگرام جاری رہا ۔ اسکے بعد نہانے کا پروگرام تھا ۔ بعدہٗ کھانا پیش کیا گیا جو ایک مخیّر دوست نے تیار کروا کر بھجوایا تھا ۔ پھر دوڑوں اور رسّہ کشی کے مقابلے ہوئے جس میں علی الترتیب ۳۰ اور ۱۲۲ افراد نے حصّہ لیا ۔

- ۴۰ انصار ہر روز ایک میل تک اور ۱۵۰ انصار ½ سے ۱ میل تک روزانہ باقاعدگی سے سیر کرتے ہیں ۔
- بعض انصار مقامی طور پر بیڈمنٹن کھیلتے ہیں اور بعض مقامی طور پر ورزش کرتے ہیں ۔
- مجلس انصار اللہ نے صحتِ جسمانی کے تحت ایک کمیٹی تشکیل کی ہے جو اس شعبہ سے متعلقہ پروگرام و مساعی کا جائزہ لیتی رہتی ہے ۔

یہ محض اللہ تعالیٰ کا فضل اور احسان ہے کہ اس نے ہمیں مجلس کے معیار کو بلند کرنے میں ایک حقیر سی کوشش کرنے کی توفیق عطا فرمائی ۔ ہم اپنی کوتاہیوں اور کمزوریوں کو خوب جانتے ہیں اور اپنا محاسبہ ہر دم کرتے رہتے ہیں اور اللہ تعالیٰ سے دعا کرتے ہیں اَللّٰھُمَّ حَاسِبْنَا حِسَابًا یَّسِیْرًا ۔ رَبَّنَا اٰتِنَا مِنْ لَّدُنْكَ رَحْمَةً وَّهَيِّئْ لَنَا مِنْ اَمْرِنَا رَشَدًا ۔ وَاٰخِرُ دَعْوٰنَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ۔

اہم مرکزی اعلانات

دفتر مجلس انصار اللہ مرکزیہ ربوہ

اخویم محترم زعیم اعلیٰ صاحب / زعیم صاحب مجلس انصار اللہ

السّلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

قبل ازیں اعلان ہو چکا ہے کہ امسال مجلس انصار اللہ کا چودھواں مرکزی سالانہ اجتماع انشاء اللہ العزیز مورخہ ۲۴/۲۵/۲۶ اخاء ۱۳۴۸ ہش / اکتوبر ۱۹۶۹ء بروز جمعہ، ہفتہ و اتوار ربوہ میں منعقد ہوگا۔

یہ اجتماع خدا تعالیٰ کے فضل سے غیر معمولی برکات کا حامل ہوتا ہے۔ خاص طور پر سیّدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے ارشادات اور دلوں کو گداز کرنے والی نصائح سُننے کا موقع ملتا ہے۔ بزرگانِ سلسلہ اور چوٹی کے اہلِ علم اصحاب کی پُرمغز تقاریر اس پر مستزاد ہیں۔ رقّت سے پُر دعائیں اور رجوع اِلی اللہ کے جو مواقع اجتماع میں ملتے ہیں اُن کی لذّت اور حظ شامل ہونے والے قلوب ہی محسوس کر سکتے ہیں۔ دلوں میں ایک خاص قسم کی طمانیت اور سکون پیدا ہوتا ہے۔ امامِ ہمام، مرکز کی زیارت اور دوستوں سے ملاقات اس کے علاوہ ہے۔ آپ ازراہِ کرم ابھی سے اس گونا گوں فوائد کے متحمل اجتماع میں شمولیت کے لئے انصار کو پُر زور تحریک فرمائیں۔ حضور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے تازہ فیصلہ کے مطابق ناظمینِ اعلیٰ، ناظمین اضلاع نیز زعمائے اعلیٰ / زعماء کی اِس مرکزی اجتماع میں حاضری ضروری ہوگی سوائے اس کے کہ وہ صدرِ مجلس سے قبل از وقت رخصت لے لیں۔ اس کی تعمیل کی جائے۔

مندرجہ ذیل امور کی طرف بھی ازراہِ کرم فوری توجہ فرمائیں :-

۱۔ شوریٰ انصار اللہ کے لئے اگر آپ اپنی مجلس کی طرف سے کوئی تجویز بھجوانا چاہتے ہوں تو مجلسِ عاملہ کی منظوری کے بعد (معیّن الفاظ میں) ۲۰ تبوک / ستمبر سے قبل دفتر مرکزیہ میں بھجوا دیں۔ دیر سے آنے والی تجاویز بوجہ قلتِ وقت کی وجہ سے غور نہیں ہو سکے گا۔

۲۔ اِس سال شوریٰ انصار اللہ کے موقعہ پر آئندہ تین سال کے لئے صدرِ مجلس کا انتخاب ہوگا

آپ اپنی مجلس عاملہ کی منظوری سے ۲۰ تبوک/ستمبر تک حسب قواعد صدر مجلس کے لئے مجوزہ نام دفتر مرکزیہ میں بھجوا دیں۔

۳- اپنی مجلس کی طرف سے نمائندگان شوریٰ کا انتخاب کر کے ان کے اسماء سے مرکز کو مطلع فرمائیں۔ قواعد کے مطابق بیس۲۰ اراکین یا اس کی کسر پر ایک نمائندہ منتخب ہو سکتا ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے صحابہ۔ ناظمین اعلیٰ۔ ناظمین اضلاع اور زعماء/زعماء اعلیٰ اپنے عہدہ کے لحاظ سے شوریٰ کے ممبر ہوں گے۔ نمائندگان کی اطلاع مرکز میں بھجوانے کی آخری تاریخ ۱۰/ اخاء/اکتوبر مقرر کی گئی ہے اس سے قبل آپ کی طرف سے اطلاع بہرحال مل جانی چاہیئے۔

۴- سالانہ اجتماع انصار اللہ کا چندہ جس کی شرح کم از کم ایک روپیہ فی رکن ہے جملہ اراکین سے وصول کر کے جلد بھجوا دیا جائے تاکہ اجتماع کے انتظامات میں مالی دشواری حائل نہ ہو۔

اللہ تعالیٰ آپ کا حامی و ناصر ہو اور آپ کو بیش از بیش خدمت دین کی توفیق عطا فرمائے آمین

والسلام

خاکسار شیخ محبوب عالم خالد ایم اے

قائد عمومی مجلس انصار اللہ مرکزیہ

سالانہ اجتماع اور انصار اللہ کی ذمہ داری

حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ جماعت کی ذیلی تنظیموں کو ایمان کی حفاظت کا ذریعہ قرار دیتے ہوئے فرماتے ہیں "ان مجالس میں ہونا درحقیقت اپنے ایمان کی حفاظت کرنا ہے جو خدا اور اُس کے رسول کی طرف سے ہم پر عائد ہے اور خدا اور اُس کے رسول نے جو احکام دیئے ہیں اُن کے نفاذ اور اجراء میں حصہ لینا صرف میرا فرض نہیں بلکہ ہر شخص کا فرض ہے۔" (خطبہ جمعہ فرمودہ ۲۶ جولائی ۱۹۴۰ء)

حضور رضی اللہ عنہ انصار اللہ کی ذمہ داریوں کی ادائیگی کی طرف مزید توجہ دلاتے ہوئے فرماتے ہیں۔

"اسلام پر بڑا نازک وقت ہے جماعت پر بڑی بھاری ذمہ داری ہے اگر تم اپنی اس ذمہ داری کو ادا نہ کرو گے...." (خطبہ جمعہ فرمودہ ۲۲/ اکتوبر ۱۹۴۳ء)

(قائد مال مجلس انصار اللہ مرکزیہ ربوہ)

ارشادات عالیہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام

ضروری ہے کہ نماز میں روح بھی ہمہ نیستی اور تذلل تام ہو کر آستانہ الوہیت پر گرے

''ارکان نماز دراصل روحانی نشست و برخاست ہیں۔ انسان کو خداتعالی کے روبرو کھڑا ہونا پڑتا ہے اور قیام بھی آداب خدمتگاران میں سے ہے۔ رکوع جو دوسرا حصہ ہے بتلاتا ہے کہ گویا تیاری ہے کہ وہ تعمیل حکم کو کس قدر گردن جھکاتا ہے اور سجدہ کمال آداب اور کمال تذلل اور نیستی کو جو عبادت کا مقصود ہے ظاہر کرتا ہے یہ آداب اورطرق ہیں جو خداتعالی نے بطور یادداشت کے مقرر کر دیئے ہیں اور جسم کو باطنی طریق سے حصہ دینے کی خاطر ان کو مقرر کیا ہے۔ علاوہ‌ازیں باطنی طریق کے اثبات کی خاطر ایک ظاہری طریق بھی رکھ دیا ہے۔ اب اگر ظاہری طریق میں (جو اندرونی اور باطنی طریق کا ایک عکس ہے) صرف نقال کی طرح نقلیں اتاری جاویں اور اسے ایک بارگراں سمجھ کر اتار پھینکنے کی کوشش کی جاوے تو تم ہی بتاؤ اس میں کیا لذت اور حظ آسکتا ہے۔ اور جب تک لذت اور سرور نہ آئے اسکی حقیقت کیونکر متحقق ہوگی''۔

(ملفوظات جلد اول صفحہ ۱۶۴ - ۱۶۵)

ضیاء الاسلام پریس ربوہ میں چھپا